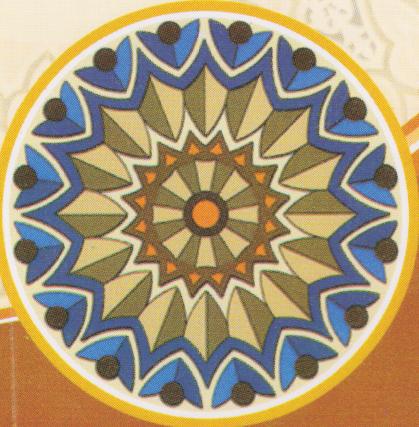


مُعاشرت پر ایب نظر



مُرتَب
مُحَمَّد فَارُوق ناغفِرہ

جامعہ محمودیہ علی پور، ہاپور روڈ، میرٹھ (بلوچستان)

معاشرت پر ایک نظر

مرتب

محمد فاروق غفرلہ

جامعہ محمودیہ لی پورہاپور روڈ مسیر ٹھہ (یوپی)



مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ لی پورہاپور روڈ مسیر ٹھہ (یوپی) ۲۳۵۲۰۴



معاشرت پر ایک نظر



مرتب

محمد فاروق غفرلہ

جامعہ محمودیہ لی پورہاپور روڈ میرٹھ (یونی)



ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ لی پورہاپور روڈ میرٹھ (یونی) ۲۰۶۵۲۳



تفصیلات

نام کتاب: معاشرت پر ایک نظر

مرتب: محمد فاروق غفرلہ

کمپوزنگ: مجیب الرحمن قاسمی شعبہ کمپوٹر جامعہ ہذا
9758814654

صفحات: ۵۸

تعداد: ۱۱۰۰

سناشاعت: ۱۴۳۵ مطابق ۲۰۱۳ء

قیمت:

-ملنے کا پتہ:-

مکتبہ حبودیہ

جامعہ مسیروں روڈ میرٹھ (یو پی) ۲۰۷۵۲۳۵

فہرست

۱.....	عرض مرتب
۲.....	نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!
۳.....	مشترکہ مکان میں رہنے کے مفاسد
۴.....	شرعی مسئلہ
۵.....	ارشاد حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ
۶.....	اشکالات و جوابات
۷.....	مفید ہدایات
۸.....	سas کے لئے ہدایات
۹.....	بہو کے لئے ہدایات
۱۰.....	شوہر کے سلسلہ میں عورت کے لئے ہدایات
۱۱.....	شوہر کے لئے ہدایات
۱۲.....	ضروری تنبیہ
۱۳.....	خسرو بہو
۱۴.....	داماد اور ساس
۱۵.....	باپ اور بیٹی
۱۶.....	سلیقہ مند عورتوں کی ازدواجی زندگی (منظوم)
۱۷.....	بی بی فاطمہ کی گھر بیوی زندگی (منظوم)
۱۸.....	نیک یوی کے کام کا ج (منظوم)
۱۹.....	الوداعی نصیحت (منظوم)
۲۰.....	جذبہ بیٹی کا قیمتی بھیز (سرال جانے والی بیٹی سے اس کا باپ کہتا ہے)
۲۱.....	بیٹی کو باپ کی نصیحت

عرض مرتب

تَحْمِدُهُ وَنُصَبِّلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ۔ أَمَّا بَعْدُ! پیش نظر رسالہ "معاشرت پر ایک نظر" اس سے قبل ۱۲۰۳ھ میں شائع ہوا تھا، اور اس وقت ہندی، انگریزی، گجراتی میں اسکے تراجم بھی مختلف حضرات نے اپنے طور پر شائع کئے، مگر ایک عرصہ سے یہ رسالہ شائع نہ ہو سکا، جبکہ اشاعت کے برادر تھے ہوتے رہے، اب نظر ثانی اور کچھ اضافہ کے ساتھ اس کی اشاعت کی جاری ہے حق تعالیٰ شانہ معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائ کر خوشگوار اور اطمینان بخش زندگی عطا فرمائے اور ہمارے گھروں اور خاندانوں کو جنت نشاں بنائے کہ شریعت حقہ پر پورا پورا عمل کر کے اور ہر صاحب حق کا پورے طور پر حق ادا کر کے اور ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آ کر ہمارے گھروں اور خاندانوں کا یہ حال ہو جائے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اور

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نہ باشد
وَمَا ذُلِّكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ.

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔ آمين

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپورڈ روڈ میرٹھ
۱۵ اربعین الحرام ۱۴۳۷ھ بروز پنجشنبہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْكَرِیمِ۔ آمَّا بَعْدُ!

تن ہمد داغ داغ شد پنہ بجا کجہ انہم

یوں تو آج ہمارا پورا دین ہی تباہ ہو رہا ہے اور دین کے تمام اجزاء عقائد، دینات، معاملات، معاشرات، اخلاقیات سب ہی مغلوق ہو رہے ہیں۔

معاملات، معاشرات، اخلاقیات میں تو وہ تغیر عظیم ہوا ہے کہ الامان الحفیظ! گویا ان تینوں میں اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار سمجھا جاتا ہے، اور خیال کیا جاتا ہے کہ دین کا ان سے کوئی تعلق نہیں، دین ہم پر ان چیزوں میں کوئی قانون اور پابندی عائد نہیں کرتا، ہم ان کے متعلق جو چاہیں قانون اور دستور بنائیں، ہم کو پوری آزادی ہے جو بڑی ہی خطرناک چیز ہے کہ اس اعتقاد سے نہ دین کی خیر رہتی ہے نہ ایمان کی، دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتی ہیں، آج تمام تر اسباب سکون و راحت میسر ہونے کے باوجود انہیں چیزوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے زندگیاں لٹکنے اور بے مزہ ہو رہی ہیں، اور بہت سے انسان زندگیوں سے اکتا کرموت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں، اور دین کے مقابلہ میں اپنے روابی قوانین پر عمل کرنے کی وجہ سے ہی گھر جہنم کدے، بن رہے ہیں، مکانات موجود، جب انداد میں موجود، مال و دولت موجود، بیوی پچے موجود، اماں ابا موجود، مگر راحت نام کی کوئی چیز موجود نہیں، دلوں میں سکون نہیں، اطہنان نہیں، اولاد والدین سے بیزار، والدین اولاد سے بیزار، ساس بھوکی دشمن، بھوساس کی دشمن، ایک طرف والدین، ایک طرف بیوی پچے، ایسی حالت میں انسان اندر ہی اندر گھٹتا ہے، کھانا اس کے سامنے مٹی بن جاتا ہے، راتوں کو نیند نہیں آتی، اور یہ بے پیشی اس کو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح گھلاتی اور پیچھلاتی رہتی ہے، ایسی صورت میں نہ کھایا پیا ہی لگتا ہے، صحت بھی خراب، جوانی بھی ختم، کسی کو روابی دین کا جوش اٹھا تو والدین کا طرفدار بن گیا اور بیوی کو طلاق دیدی جس

سے اس بیچاری یوں کی زندگی تباہ و بر باد ہوئی، اس پر ظلم ہوا اس لئے کہ اس کی دوسری شادی مشکل سے ہوتی ہے۔ اول تو مطلقہ کو پسند کم کیا جاتا ہے، خصوصاً جب کہ اس سے اولاد بھی ہوتا اگر اس کی شادی نہ ہوئی تو پوری زندگی کس پر یشانی اور بد مرزی میں گزرے گی، اور وہ خاوند ساس سسر کو کیا کیا بد دعا دے گی۔ اور مظلوم کی بد دعائیں لائے بغیر نہیں رہتی، اور اگر دوسرا نکاح نہ ہونے کے سبب وہ گناہ میں مبتلا ہو گئی تو اس کے اثر سے اس کے ساس سسر بھی جنہوں نے بلا قصور طلاق دلوائی ہے نہیں بچیں گے اور اگر یوں کی شادی بھی ہو گئی تو کم از کم اس کی اور اس کے والدین کی بدنامی اور رسوانی کا سبب ہونے کی وجہ سے بلا وجہ طلاق دینا معموب و مذموم اور ناپسندیدہ ضرور ہے۔

اور اگر یوں کو طلاق نہ دی مگر اس پر بجا ظلم و زیادتی شروع کر دی نہیں زوجیت ادا کرتا ہے نہ اس کی خبر گسیری کرتا ہے، اور ہر وقت مار دھاڑ رکھتا ہے، جس سے اس بے چاری کی زندگی اور بھی تباہ ہو جاتی ہے، جو سر اس ظلم اور نا انصافی ہے۔ اب اس مظلومہ کے دل سے آہ نکلے گی تو اور کیا ہو گا۔

اور چونکہ یوں سے موافق نہیں، اس لئے اپنی نفسانی خواہش پورا کرنے کے لئے ناجائز طریقہ استعمال کرے گا جس کے وباں میں اس کے ساتھ اس کے والدین بھی شریک ہوں گے جو اس کے سبب بنے۔

اور اگر یوں کی محبت میں یوں کی طرف داری کی تو والدین کو نظر وہ سے گردادیا، ان کی بے ادبی، بے عرقی پر اتر آئے، ان کی شان میں گستاخیاں کی جانے لگیں، ان کو گالیاں دی جانے لگیں، او بعض کینے آدمی تو بوڑھے والدین کو مارنے نکل سے گریز نہیں کرتے، جب کہ والدین کو اف (اوہہ) کہنے کی بھی ممانعت ہے، والدین کو بنظر رحمت دیکھنے سے ایک مقبول حج کا ثواب نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے، خواہ کوئی دن میں سومرتہ دیکھے۔

والدین کے قدموں کے پنج جنت ہے، والدین کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ان کی ناراٹگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراٹگی ہے۔ ان کی خدمت کر کے دعا میں لینا

● معاشرت پر ایک نظر ●

عمر میں برکت اور راحت کا سبب ہے۔ تو ان پر ظلم کرنا کتنا سخت ہو گا۔ دونوں جہان کے نقصان اور خساراں کا سبب ہے۔

اور ان سب حالات کا سبب دین کو چھوڑ کر اپنے نئے روایتی قوانین پر عمل کرنا ہے، اگر ہر ایک کا حق ادا کیا جاتا، شریعت نے جو قانون مقرر کیا ہے اس پر عمل کیا جاتا، والدین کا حق بھی ادا کیا جاتا، یہوی بچوں کا حق بھی ادا کیا جاتا تو یہ نوبت نہ آتی، مگر اکثر لوگ کمی بیشی میں مبتلا ہیں، جس طرح یہوی کے کہنے کی وجہ سے والدین کی حق تلفی مثلاً ان کی بے تعظیمی، ان کی شان میں گستاخی اور ان کی مالی یادگاری خدمت نہ کرنا، (جب کہ وہ لڑکے کی مالی یادگاری خدمت کے محتاج ہوں اور لڑکا اس خدمت پر طاقت بھی رکھتا ہو) جائز نہیں، اسی طرح والدین کے کہنے کی وجہ سے یہوی کی حق تلفی اور اس پر ظلم و زیادتی کرنا بھی ناجائز ہے، چونکہ یہ حقوق اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے ہیں تو کسی کے حق کو ادا نہ کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اور جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہوا س میں کسی کی (خواہ وہ والدین ہی یا کوئی نہ ہوں) اطاعت کرنا جائز نہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

”لَا طَاعَةٌ لِمَحْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْحَالِقِ۔ الْحَدِيثُ“

[جس چیز میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہوا س میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔]
 اسی طرح ایک دوسرے کے حقوق جن کی ادائیگی ضروری ہے وہی یہ جن کا حق ہونا شریعت سے ثابت ہے، جن چیزوں کو خود سے گھر لیا ہے اور ان کو حق سمجھ لیا ہے مخفی رواج پڑ جانے سے نہ وہ حق بناداں اس کی ادائیگی ضروری ہوئی، اور اگر اس روایت نئے حق کو شرعی حق سمجھا جانے لگے تو وہ اور زیادہ خطرناک ہے، اور اس کی اصلاح نہایت ضروری ہے، اور اگر شرعی حق تو نہ سمجھیں مگر رواج ہو جانے کی وجہ سے اس کی ادائیگی ضروری جانیں تو بھی شرعاً اس کی ادائیگی ضروری نہیں، اور اگر اس روایت سے کسی کا ایسا حق ضائع ہوتا ہو جس کا ثبوت شریعت سے ہے تو اس صورت میں اس روایت کی ادائیگی جائز بھی نہیں، بلکہ گناہ اور معصیت ہے، مثلاً اولاد کا اس زمانہ میں والدین کی شرکت میں ایک ہی مکان میں رہنا، اور یہوی کو بھی

ای مکان میں رکھنا، خواہ کتنے ہی بھائی ہوں، والدین کا حق سمجھا جاتا ہے، اور اگر کوئی والدین کے ساتھ شرکت میں نہ رہے، اور یہوی کو ان کے ساتھ مشترکہ مکان میں نہ رکھے تو اس کو نافرمان سمجھا جاتا ہے، اور اس کو عن طعن کیا جاتا ہے، حالانکہ عمر بھروسے والدین کے ساتھ ایک ہی مشترکہ مکان میں رہنا اور والدین کے ساتھ ہی یہوی کو رکھنا والدین کا کوئی حق نہیں۔ قرآن پاک، حدیث پاک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے اس کا ثبوت نہیں، اس لئے اس کو حق سمجھنا خود غلطی ہے، چہ چاہیکہ اس کے تارک کو ملامت کی جائے، بلکہ اس کے مفاسد کثیرہ اور بے شمار حق تلقیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کا ترک کرنا ضروری اور لازم ہے، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ خانگی امور سے متعلق اکثر فتنے اور مفاسد اسی شرکت مشترکہ مکان میں رہنے سے ہی پیدا ہوتے ہیں، اس لئے اس کو ام المفاسد (فساد کی جڑ) کہنا زیادہ موزول ہے۔ اب آئندہ سطور میں ان مفاسد کو بیان کیا جاتا ہے۔



مشترکہ مکان میں رہنے کے مفاسد

(1)

مشترکہ مکان میں رہنے اور اسی میں بیوی کو رکھنے میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ اس میں بیوی کی حق تلقی ہے، چونکہ مرد کے ذمہ عورت کو ایسے تہا کمرے میں رکھنا واجب ہے، جس میں مرد کے عزیزوں اور گھروں میں سے بھی کوئی نہ رہتا ہو، جس میں وہ آزادی سے رہے، اپنا مال و اسباب تالا لگا کر کھسکے، اور آزادی سے اپنے میاں کے ساتھ بیٹھاٹھ سکے، بات چیت کر سکے، اور طہارت، غسل و ضعو غیرہ کا اسی میں انتقام ہو۔

فہماء نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر مرد کی پہلی بیوی سے کچھ اولاد ہو تو دوسرا بیوی کو اس کے ساتھ رہنے پر بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا، البتہ اگر بیوی ہی ان کے ساتھ رہنے پر رضامند ہو تو پھر جائز ہے، مگر رضامند ہونا طیب خاطر (دل کی خوشی) سے ہو، حتیٰ کہ اگر مرد کو انداز سے معلوم ہو جائے کہ وہ جدار ہنا چاہتی ہے گوزبان سے نہ کہہ سکے تو مرد کو شامل رکھنا جائز نہیں، اور اس زمانے میں موافقت نہ ہونے کی بناء پر اکثر عورتیں بلکہ کل عورتیں جدار ہنا ہی چاہتی ہیں، والا ماشاء اللہ تو ان کو جبرا اثاث مل رکھنے میں ان کی سراسحت تلقی ہے، جونا جائز ہے۔

شرعی مسئلہ

”مرد کے ذمہ عورت کو ایسے کمرہ میں رکھنا واجب ہے جو مرد و عورت دونوں کے اہل سے خالی ہو، مگر یہ کہ عورت ہی شامل رہنے کو اختیار کر لے۔“ (فتاویٰ عالم گیری)

۲

ایک مفسدہ یہ ہے کہ شامل رہنے کی صورت میں گھر کی اور گھر میں رہنے والوں، ساس، سسر، نند (شوہر کی بہنیں) سب کی خدمت عورت کے ذمہ ضروری سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً:

- (۱)..... تمام گھروں والوں کا کھانا تیار کرنا۔
- (۲)..... سب کو کھانا نکال کر دینا۔
- (۳)..... سب کے کپڑے دھونا۔
- (۴)..... گھر اور برتوں کی صفائی وغیرہ۔

سب اس کے ذمہ ضروری سمجھا جاتا ہے، اگر یہوی ان خدمات کو یا ان میں سے بعض کو انجام نہ دے تو اس کو ملامت کی جاتی ہے، برا بھلا کھانا جاتا ہے، اور یہ خدمتیں اس کے ذمہ ایسا فریضہ ہے جو یماری میں بھی ساقط نہیں ہوتا، جس کو وہ جبراً قہر آنا جامدیتی ہے، حالانکہ یہوی کے ذمہ مرد کے والدین کی بھی خدمت واجب نہیں، چہ جائیکہ دوسرے عزیزوں کی، پھر اس بے چاری سے یہ سب خدمت لینا کس طرح جائز ہوگا، الا یہ کہ وہ خود ہی اپنی سعادت سمجھ کر یہ سب خدمت کرنا چاہے، مگر یہاں بھی طیب خاطر (دل کی خوشی) ضروری ہوگی، اگر قرآن سے معلوم ہو جائے کہ عورت والدین کی خدمت کرنے سے خوش نہیں تو اس سے خدمت لینا جائز نہیں، خواہ وہ زبان سے شوہر کی ناراضگی کے اندر یہ سے یا کسی اور دباؤ کے اندر یہ سے ناگواری ظاہر نہ کرے، مگر آج اس امر ناجائز کو بڑی سعادت مندی سمجھا جاتا ہے کہ وہ مرد بڑی سعادت ملند ہے جو اپنی یہوی کو والدین اور اہل خانہ کا غلام بناتے رکھے، یاد رکھو یہ ہرگز جائز نہیں، اگر مرد کو والدین کی خدمت کا شوق ہے جو ہونا چاہئے تو خدمت خود کرے، یا کوئی ملازم رکھے، عورت اگر کھانا پکانے سے بھی انکار کر دے اس لئے کہ اس کو عادت نہ ہو شریف خاندان کی ہونے کی وجہ سے (کہ ان کے گھرنوکرائی سے یہ کام لیا جاتا ہے) یا کسی یماری کی وجہ سے تو اس کو کھانا پکانے پر

۱۱ معاشرت پر ایک نظر

بھی مجبور کرنا جائز نہیں، بلکہ خود مرد کے ذمہ واجب ہے کہ تیار شدہ کھانا یوں کو لا کر دے، یا کوئی کھانا پکانے کیلئے ملازم رکھے۔

اور اگر عورت کے والدین کے گھر میں عورتیں ہی کھانا پکاتی ہیں مستقل نوکر اس کے لئے نہیں رکھا جاتا اور عورت کو کوئی بیماری بھی نہیں اور وہ روٹی پکانے سے انکار کر دے تو اب مرد کے ذمہ پکا ہوا کھانا لا کر دینا واجب نہیں۔ بہر صورت عورت کو کھانا پکانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ تمام گھر کے افراد کے لئے اس سے کھانا پکوایا جاتے، گو عورت کو دیالث خود ہی کھانا پکانا چاہئے اور اس کو اپنی سعادت سمجھنا چاہئے، مگر اس کو ان کاموں کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اس کے باوجود سردی ہو یا گرمی، دکھ ہو یا درد ہر صورت میں بے چاری عورت سے یہ سب کام لیا جاتا ہے، جو بڑا غلام ہے، اور ذرا سی کوتا ہی ہونے پر اس کو رسوا کیا جاتا ہے، سخت سست کہا جاتا ہے، جو چوری اور سینہ زوری کا مصدقہ ہے، تو اس صورت میں گھر میں جھگڑا نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا، آخ ر عورت بھی انسان ہے لوہے کی مشین تو نہیں۔

۳

ایک برائی یہ ہے کہ شامل رہنے کی صورت میں گھر کے سب افراد کے لئے یکساں کھانے کا انتظام ہوتا ہے، جتنے بھائی ہیں ان کی آمدنیاں مختلف ہیں، بعض بالکل بے روزگار ہیں، مگر سب کو برابر کھا جاتا ہے، جس میں اس بھائی کی عورت کی حق تنفی ہے جس کی آمدنی زیادہ ہے، چونکہ عورت کا ننان نفقہ مرد کی حسب جیشیت واجب ہوتا ہے، اگر مرد امسیر ہے تو امیرانہ شان کا ننان نفقہ واجب ہے، اور اگر غریب ہے تو اسی شان کا واجب ہے، تو سب کو یکساں رکھنے میں بعض کی حق تنفی ہے، جو بے لطفی و بدمرغی اور آپس میں اختلاف کا پیش خیمه ہے۔

۲

اور بعض گھرانوں کا یہ حال ہے کہ گھر کے سب افراد کھانے پینے میں آزاد ہوتے ہیں،

● معاشرت پر ایک نظر ●

۱۲

کہ جو چاہیں کھائیں پئیں، اور عورت کو ساس اپنے ہاتھ سے نکال کر دیتی ہے اور اس کو جو دے دیا جاتا ہے وہ اسی کو کھانے پر مجبور ہے، خود سے وہ کھانا نہیں نکال سکتی، اور دوبارہ مانگنے میں حیا ہوتی ہے اور دینے میں ناک منہ بھی چڑھایا جاتا ہے، مثلاً بھی دودھ پھل وغیرہ لڑکے لڑکیاں، مرد عورت تو جس طرح چاہیں کھائیں، اور ہبھو کیہ چیزیں نہ خود دی جاتی میں اور مانگنا بے شرمی ہے، اور اگر مانگنے بھی تو ناک منہ چڑھایا جاتا ہے تاکہ وہ دوبارہ نہ مانگ سکے تو کام تو اس سے سب لیا جاتے اور کھانے پینے میں وہ ہر طرح تنگ ہو جب کہ گھر کے سب افراد آزاد ہیں، تو بد مرگی اور اختلاف نہ ہو گا، بڑائی نہ ہو گی تو کیا ہو گا؟

(۵)

ایک برائی یہ ہے کہ عورت کے کپڑے وغیرہ بنانا ضروری نہیں سمجھتے، بلکہ اس کے والدین ہی کے ذمہ سمجھتے ہیں، حالانکہ حبِ جیتنیت اس کے کپڑے بھی مرد کے ذمہ واجب ہیں، بعض لوگ اگر بناتے ہیں تو سب کو برابر جس میں اس عورت کی حق تلقی ہے جس کا شہر رہیں ہے، ورنہ تو بناتے ہی نہیں، اور اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اپنے والدین کے یہاں سے لے کر آتے، اس کے والدین اپنی عرت کی غاطر موقع ہو یا نہ ہو خونگی پر یثانی اٹھا کر اس کے لئے انتظام کرتے ہیں، تو یہ کسی طرح جائز نہیں، کسی کامال طیب نفس (دل کی خوشی) کے بغیر جائز نہیں۔ «لَا يَحِلُّ مَالُ امْرَءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبٍ نَفْسٍ مِنْهُ» الحدیث، خود شوہر اس کو کپڑے بنانا چاہے تو نہیں بناسکتا، چونکہ لڑکے کے والدین اس کو عیب سمجھتے ہیں اور لڑکے کو مطعون کرتے ہیں۔

(۶)

ایک برائی یہ ہے کہ عورت کو بعض گھروں میں صابن، تیل اور دوسرا ضروری چیزیں وسعت کے باوجود نہیں دی جاتیں، حالانکہ دیانتہ یہ چیزیں دینا بھی ضروری ہیں۔

7

ایک برائی یہ ہے کہ بعض گھر انوں میں اگر عورت بیمار ہو جائے تو اس کا علاج غمیرہ نہیں کرا جاتا، کہتے ہیں کہ یہ ہمارے ذمہ ضروری نہیں، اگر یہ ضروری نہیں تو کیا جتنے اس سے کام لئے جاتے ہیں وہ اس کے ذمہ ضروری ہیں، یہ بھی بوڑھی عورتیں کہا کرتی ہیں کہ ہم نے تو کبھی اپنے علاج نہیں کرائے تو اگر پہلے یہ سہولتیں نہیں تو کیا اب جبکہ یہ سہولتیں موجود ہیں اس سے انکار کی گنجائش ہے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ انسان بیمار پڑا رہے اور دو اورغیرہ استعمال نہ کرے، نیز شوہر خود سے یوں کا علاج کرائے، اسے عیب سمجھا جاتا ہے کہ جب تک والدین زندہ ہیں جو کچھ کرائیں وہی کرائیں تو اُڑ کا بھی رسی عیب اور والدین کے ڈر سے علاج نہیں کراتا جو حسن معاشرت اور حسن اخلاق کے خلاف ہے جس کا "عَاشَرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" [اور ان (عورتوں) کے ساتھ خوبصورتی کے ساتھ لذ ران کرو] میں حکم ہے۔

نیز "خَيْرٌ كُمْ خَيْرٌ كُمْ لَا هُلِهٗ وَأَنَا خَيْرٌ كُمْ لَا هُلِهٗ۔ الحدیث" [تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ تم میں سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہے۔ اور میں تم سب کے مقابلہ میں اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔] کے خلاف ہے۔

8

ایک برائی یہ ہے کہ عورت کو اس کے والدین کی طرف سے جو جہیز دیا جاتا ہے لڑکے کے والدین اس کو اپنی ملک سمجھتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں میں استعمال کرتے ہیں، لوگ یہ غضب کرتے ہیں کہ جہیز کا سامان اپنی لڑکیوں کو جہیز میں دیدیتے ہیں، جو کسی طرح جائز نہیں، عورت بے چاری بدنامی اور ان کے لڑکے نے جھگڑنے کے ڈر سے کچھ نہیں کہہ سکتی، وہ اپنے مال میں غلط استعمال دیکھتی ہے اور اندر ہی اندر گھٹتی ہے، اور اگر وہ اجازت دے بھی دے مگر

● معاشرت پر ایک نظر ●

اندازے سے معلوم ہو کہ وہ دل سے خوش نہیں تو اس کے سامان کا استعمال کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، یہ سراسر لوٹ مار ہے۔ «لَا يَحِلُّ مَالٌ إِمَرَّةٌ مُسْلِمٌ إِلَّا بِطِيبٍ نَفْسٍ مِنْهُ» الحدیث“ [کسی مسلمان کا مال بغیر اس کے طیب نفس (دل کی خوشی) کے جائز نہیں۔] سو اگر عورت علیحدہ مکان میں رہتی تو اس کا مال و اسباب غلط استعمال سے محفوظ رہتا۔

(9)

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مشترکہ بڑے مکان میں سب ایک ہی جگہ سوتے ہیں، اسی میں والدین، اسی میں بھائی، بھینیں وغیرہ، اسی مکان میں دوسرے بھائی کی بیوی، اسی میں اپنی بیوی ہوتی ہے۔ اگر اتفاقاً عورت کی چارپائی بدل جائے یا کوئی اور اس پر سورہ ہے جیسا کہ ایسا کثرت سے ہوتا رہتا ہے تو مرد کا ہاتھ غیر عورت پر بڑا جاتا ہے، جس سے بعد میں ندامت بھی ہوتی ہے اور بعض دفعہ اور خطرناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

(10)

ایک براۓ یہ ہے کہ جب سب ایک ہی مکان میں ہوں اور عورت کیلئے مستقل علیحدہ مکان نہ ہو جس میں کوئی ان کی اجازت کے بغیر نہ جاسکے تو ایسی حالت میں عورت سے ملاقات کرنا بے حیائی ہے، جس سے اگر کوئی لڑکا حیاد ا رہے تو حیائی وجہ سے اس کے نفس میں آمادگی یعنی عورت سے ملاقات کرنے کی خواہش ہوتی ہے تو طبیعت اس اندیشہ سے کسی کو معلوم نہ ہو جائے یا کوئی دیکھنے لے یا اندر نہ آ جائے، سست ہو جاتی ہے اور عورت سے ملاقات و صحبت کرنے میں طبیعی تاثر کا بڑا خل ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکا سمجھتا ہے کہ میں یمار ہوں، علاج کرایا جاتا ہے، اور مستقل یمار بن جاتا ہے، عورت یا تو عمر بھر صبر کرتی ہے یا تفریق کی نوبت آتی ہے جس سے مرد کا گھر بھی بر باد ہوا، عورت بھی پریشان ہوئی، اور دوسری جگہ زکاح میں دیر ہوئی تو عورت کا کسی گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، یا تفریق بھی نہ ہوئی ویسی رہی تو

● معاشرت پر ایک نظر ●

۱۵

بھی زندگی بے مزہ ہو گئی، اور ایسی صورت میں وہ اپنی خواہش کی تسلیکن کا کوئی ناجائز طریقہ اختیار کر لے تو اور و بال ہوا، اور اگر اس درجہ حیاءِ لڑکے میں نہ ہوئی تو بھی ایسی جگہ عورت سے ملاقات کرنا بے حیائی تو ضرور ہے، جس سے دوسروں میں بھی بے حیائی پیدا ہو گی اور اولاد میں بھی والدین کی بے حیائی کا اثر آنا ظاہر ہے۔

(11)

مشترکہ مکان میں ایک یہ بھی خرابی ہے کہ شوہر رات ہی کو چھپ چھپ کر بیوی سے ملاقات کرتا ہے، حالانکہ عورت کا یہ بھی حق ہے کہ مرد اس کی دل جوئی و مدارات کا لحاظ رکھے، بے تکلفی سے رہے سہے، پہنی تفریح جو عمر کا بھی تقاضا ہے کرے، مگر سب کے سامنے یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں، جس کی وجہ سے دونوں میں وہ انس بھی پیدا نہیں ہوتا، جس کی ضرورت ہے، جس سے بعض دفعہ تفریق کی بھی نوبت آ جاتی ہے، اور گھر میں بھی بات بات میں لڑائی ہوتی ہے۔

(12)

مرد پر یا عورت پر اگر کسی وقت خواہش کا غلبہ ہو تو علیحدہ کمرہ نہ ہونے کی وجہ سے خواہش پوری نہیں کر سکتا، تو ایک حلال چیز موجود ہونے کے باوجود پھر اس کے استعمال سے محروم رہتا ہے اور اگر غلبہ شہوت میں کسی ناجائز طریقہ میں گرفتار ہو گیا تو اور و بال ہوا، اسی طرح یہ شہوت عورت میں بھی رکھی ہوئی ہے، وہ بھی شہوت پوری نہ ہونے کی وجہ سے اندر ہی اندر گھٹتی اور کڑھتی رہتی ہے، مگر جوانی کے جذبات کا احساس بڑھاپے میں بوڑھے ساس سسر اور والدین کو نہیں ہو سکتا۔

(13)

ایک خرابی یہ ہے کہ لڑکے کا باپ اگر باحیاء ہے تو لڑکے کی شادی ہونے کے بعد

۱۶ معاشرت پر ایک نظر

مکان میں سونا چھوڑ دیتا ہے اور باہر بیٹھک وغیرہ میں سونا شروع کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے والدین خواہش کے باوجود آپس میں نہیں مل سکتے، اوزع دفعہ تو لڑکے کی والدہ (بہوئی ساس) جوان ہوتی ہے تو اس کو بہو سے ایک حمد پیدا ہو جاتا ہے، جب وہ دیکھتی ہے کہ یہ دونوں میاں یہوی باہم مزے اڑاتے ہیں اور خود ان کی وجہ سے وہ محروم ہو گئی تو حمد پیدا ہو جاتا ہے، اور بات بات پر لڑائی ہوتی ہے، جس سے سب راحت خاک میں مل جاتی ہے، اور والدین بوڑھے بھی ہوں تب بھی آپس میں بے تکلفی کا جذبہ ہوتا ہی ہے، خواہ کم ہی ہو، اگر علیحدہ علیحدہ کمرے ہوتے والدین بھی آپس میں بے تکلف رہتے اور لڑکا اور اس کی یہوی بھی، دونوں آپس میں نہی خوشی رہتے اور یہ بد مزگی نہ ہوتی اور آپس میں یہ لڑائی کی نوبت بھی نہ آتی۔

(۱۳)

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک مشترکہ مکان ہے اور اس میں الگ ایک کمرہ ہے، جس میں ایک شخص رات گزار سکتا ہے، بھائی کئی ہیں، سب شادی شدہ ہیں، یہ اور وہاں صرف ایک بھائی رات گزار سکتا ہے، بقیہ سب بھائی محروم رہتے ہیں۔ اس صورت میں بھی بد مزگی، بے لطفی وغیرہ ظاہر ہے۔

(۱۴)

ایک خرابی یہ بھی ہے کہ جب علیحدہ کمرہ نہ ہو، دو لہا اور دوہن جب آپس میں قریب ہو کر باتیں کرنا پاہتے ہیں تو گھر کے دوسرے افراد میاں یہوی کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں جوان کے لئے بھی گناہ ہے اور میاں یہوی کے لئے بھی بد مزگی کا باعث ہے۔

(۱۵)

ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اگر گھر میں لڑکے کی بہن بے شادہ شدہ ہے جو جوان یا جوانی

۱۷ معاشرت پر ایک نظر

کے قریب ہے اسے جب ان دونوں میاں بیوی کی باہم ملاقات کا علم ہوتا ہے تو اس کو زیادہ احساس ہوتا ہے اور اس کی شہوت زیادہ بھڑکتی ہے، جو بعض دفعہ اس کے لئے کسی فتنہ اور گناہ میں ملوث ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے، گناہ میں بھی بست لانہ ہو تو کم از کم احساس کی زیادتی سے اس کو تکلیف تو ہوتی ہی ہے۔

۱۸

ایک خرابی یہ ہے کہ علیحدہ کمرہ نہ ہونے کی وجہ سے گھر میں پرداہ کرنا عورت کو مشکل ہوتا ہے کہ کبھی گھر میں دیوار آ رہا ہے، کبھی جیٹھ، اسی طرح نامحرم کی ایک دوسرے پر نظر پڑ جاتی ہے اور بار بار اس کی نوبت آتی رہتی ہے، جس سے فتنہ کا پیدا ہونا ظاہر ہے، اسی طرح ساس اپنے داماد سے پرداہ نہ کرنے کا حکم کرتی ہے، تو ایک جگہ رہتے ہوئے ساس کی نافرمانی کرنے سے اس کو اس کی ناراضگی اور لڑائی کا اندر یشہ رہتا ہے جس کی وجہ سے یا تو بے پرداگی کرے، یا پھر لڑائی، اس طرح مجبوراً بے پرداگی برداشت کرتی ہے، جس سے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے، اگر علیحدہ مکان ہو تو پرداہ کرنے میں آسانی ہے۔

۱۹

ایک خرابی یہ ہے کہ عورت کو ضروری مسائل کا سکھانا اور اس کی تربیت کرنا مرد کے ذمہ ضروری ہے، اگر وہ عالم ہے اور علیحدہ مکان نہ ہونے کی صورت میں تعلیم و تربیت نہیں ہو سکتی، چونکہ دوسروں کے سامنے پڑھانا رواجی طور پر معیوب ہے جب کہ گھر والوں کے سامنے بیوی سے بات کرنا بھی عیب سمجھا جاتا ہے، اور ضروری بات کرنے پر بھی دونوں کو مطعون کیا جاتا ہے۔

۲۰

ایک مفسدہ یہ بھی ہے کہ جب گھر میں کبھی بھائیوں کی بیویاں ہوں تو کام کم زیادہ کرنے

● معاشرت پر ایک نظر ●

۱۸

پر لڑائی ہوتی ہے، سب کو کام کرنے کی عادت بھی نہیں ہوتی، اور بعض دفعہ کسی کو عذر ہوتا ہے اور اگر کوئی کسی غدر یا طبعی کشل کی وجہ سے کام میں سستی کر دے تو دوسری جان بوجھ کر بلا عذر کام نہ کرے گی، جس سے گھر کے کام میں خلل ہونا ظاہر ہے، اسی طرح کام کو ایک دوسرے پر نالیں گی، اسی طرح بعض عورتیں سلیقہ مند ہوتی ہیں، بعض میں سلیقہ کم ہوتا ہے، تو کم سلیقہ عورت دوسروں کی نظروں سے گر جاتی ہے، اور رات دن اس کو مطعون کیا جاتا ہے اور اس کو بے وقوف بنایا جاتا ہے، اگر علیحدہ ہوں تو وہ مطعون تونہ ہو، اور سلیقہ مند بھی اس کی اذیت سے نجی جائیں۔

● ۲۰ ●

ایک خرابی یہ ہے کہ ساس کو سب سے مناسبت برادر تونہ ہو گی، بلکہ کسی سے کم مناسبت ہوتی ہے کسی سے زیادہ جس سے مناسبت زیادہ ہے اسی سے تعلق بھی زیادہ ہو گا، اس صورت میں دوسری عورتیں ساس کی شمن ہو جائیں گی، کہ فلاں سے تعلق رکھتی ہے ہم سے نہیں، اسی میں کوئی سے سرخاب کے پرلگ رہے ہیں، اور اس عورت سے بھی سب نفرت کرنے لگیں گی، اسی طرح اگر ساس کسی ایک سے بات تہائی میں کرے گی تو دوسریوں کو بدگمانی ہو گی کہ ہماری کوئی چغلی وغیرہ کر رہی ہو گی جو نفرت کی زیادتی کا سبب بنے گی۔

● ۲۱ ●

ایک خرابی یہ ہے کہ گھر میں کئی عورتیں ہوتی ہیں، ان کے سب کے پچے ہوتے ہیں، اگر ساس نے کسی ایک بچہ کو ذرا زیادہ کھلایا، دوسری کے بچہ کو کم یا کسی ایک کے بچہ کو کوئی چیز اتفاق سے دے دی دوسری کے بچہ کو نہ دی یا کم دی تو وہ ساس سے لٹنا شروع کر دے گی کہ ہمارے بچہ سے تعلق نہیں ہے، ہم کام ہی کیوں کریں، تو اس صورت میں ساس کیلئے بڑی مشکل ہے کہ بعض پچے خوبصورت صاف سترے ہوتے ہیں، ان کو کھلانے کو بھی جی چاہتا ہے، تو اگر اس کو کھلایا تو دوسرانے بچہ جو ایسا صاف سترہ انہیں طبیعت اس کو کھلانے کو نہ بھی چاہے مگر مجبوراً اس کو

● معاشرت پر ایک نظر ●

بھی لادھنا پڑے گا ورنہ لڑائی۔ اکثر لڑائی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ ہمارے بچوں کو تو چاہتی ہی نہیں ہیں، اسی کے بچے اتحہ لگتے ہیں۔

۲۲

ایک مفسدہ یہ بھی ہے کہ کوئی بھائی اپنے بچوں کو کوئی چیز دیوے، یا کھلاؤے، یا پہناؤے تو دوسرا سے بھائیوں کی بیویوں کو شکایت ہوتی ہے اور لڑائی شروع ہو جاتی ہے، اسی طرح ایک بھائی گھر پر ہے دوسرا باہر رہتا ہے، ظاہر ہے کہ اپنی اولاد سے جو علاقہ ہوتا ہے دوسروں سے اتنا نہیں ہو سکتا، لہذا وہ اپنے بچوں کو کھلاتا پلاتا، یا پیار کرتا ہے دوسروں کو اس طرح نہیں کر سکتا، مگر اس سے بھی دوسرے بھائی کی بیوی کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے اور اپنے بچوں کو ایک نظر سے نہیں دیکھتے، حالانکہ یہ طبعی چیز ہے جو غیر اعتیاری ہے، جس سے وہ بھائی کی بیوی اس کے بچوں سے جلنے لگتی ہے، جس کی وجہ سے بڑوں میں بھی نفرت اور جھگڑے کی نوبت آ جاتی ہے۔ اور اگر وہ اپنے بچوں کو بھی پیار دلارنہ کرے تو طبعی تقاضہ کے خلاف ہے۔ اور بچوں کی حق تلفی بھی ہے۔ اور دوسرے بھائی کے بچوں کو بھی اپنے بچوں کی طرح پیار دلار کرے تو کچھ بھی کمی بیشی نہ ہو یہ بھی دشوار اور طبعی تقاضہ کے خلاف ہے۔

۲۳

بعض ساس بہوؤں کو آپس میں لڑانا چاہتی ہیں کہ آپس میں لڑتی رہا کریں اور میل محبت سے مددیں، اس لئے ہوئی نہ ہوئی بات ایک دوسری سے لگاتی رہتی ہیں، تاکہ سب ان کے قبضہ میں رہیں، ان کو اسی میں مزہ آتا ہے کہ گھر میں ہر وقت اکھاڑہ قائم رہے۔

۲۴

اسی طرح بعض ساس بہو اور اپنے بیٹے میں زیادہ تعلق کو پسند نہیں کرتیں، سمجھتی ہیں کہ

یوں سے زیادہ لعاق رہے گا تو بس اسی کے کہے میں رہے گا اس لئے چاہتی ہیں کہ دونوں میں زیادہ تعلق نہ ہو جس کے لئے یوں کی چغلیاں بیٹھے سے کرتی رہتی ہیں، تاکہ وہ اس سے ناراض رہے، اور بات بات پر اس کو مارتا پینتا رہے، بعض دفعہ طلاق تک کی نوبت آ جاتی ہے۔

ایک عورت نے اپنے لڑکے کی تین یو یوں کو کیے بعد دیگرے طلاق دلوائی، جبکہ وہ اس کا اکلوتایہ ہے، بس ہر وقت یوں کی چغلی کرتی رہتی تھی کہ وہ مجبور ہو کر طلاق دے دے، اب چوتھی عورت اس کے نکاح میں ہے، اب اس نے والدہ سے علیحدہ مکان میں رہنا شروع کر دیا، جس کی وجہ سے دونوں بُنسی خوشی رہ رہے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد سے بھی نواز اسے، اگر لڑکا اس کو بھی الگ مکان میں نہ رکھتا، اس کی بھی خیر مشکل تھی، ان اللہ کی بندیوں کو دونوں کا تعلق ناپسند تھا تو شادی ہی کیوں کی تھی۔

اور بعض ساس جب چاہتی ہیں اپنے میاں سے جس عورت کو چاہتی ہیں ڈانٹ پلاؤ دیتی ہیں کہ جھوٹی پسجی باتیں جا کر میاں سے کہیں اور میاں نے ڈانٹ پلانا کا لیاں دینا شروع کر دیا۔ منشاء یہ ہوتا ہے کہ اس طرح بہویں ساس کے کہے میں رہیں گی، اور ساس کا خوف اور عظمت ان کے دل میں بیٹھ جائے گی، حالانکہ اس سے اس کی اور دشمنی بڑھتی ہے اور خواہ وہ اس وقت مصلحت سمجھ کر خاموش ہو رہیں، باقی سوچتی ہیں کہ ذرا وقت آنے دیں پوری پوری خبر لیں گے۔

ایک برائی یہ ہے کہ بعض دفعہ ساس بہو کی غلطی کو پورے محلہ اور خاندان کی عورتوں میں اچھاتی ہیں اور شہرت کرتی ہیں، جس سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر تجھی بڑھتی چلی جاتی ہے، افسوس! کیا ساس اپنی بیٹھیوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتی ہیں؟ اور کیا یہ سلوک کرنے کے نے کو پسند

● معاشرت پر ایک نظر ●

۲۱

کرتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر دوسرے کی بیٹیوں کے ساتھ کیوں ایسا کیا جاتا ہے۔ ایسی عورتوں کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ انہیں معاملات کے لئے تیار رہنا چاہتے۔

۲۷

ایک برائی یہ ہے کہ شرکت میں ہونے کی وجہ سے ہر ایک کی ملکیت اور مالیت کا حساب نہیں لگتا، جب حساب نہ ہو سکا کہ میں کتنے مال کامال کھو گئے تو زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ برابر ہوتا رہتا ہے، اور تمام سالوں کی زکوٰۃ بھی ذمہ میں باقی رہتی ہے۔

۲۸

ایک برائی یہ ہے کہ شرکت میں ہونے کی وجہ سے خرچ کرنے میں اعتیاد نہیں ہوتی، بلکہ ہر بھائی اور ہر بھائی کی بیوی زیادہ سے زیادہ موقع بے موقع خرچ کرنے کو عقلمندی سمجھتے ہیں جس سے گھر کے سامان میں خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

۲۹

ایک برائی یہ ہے کہ ایک بھائی کی اولاد زیادہ ہے ایک کی کم تو ایک کا خرچ زیادہ ہے دوسرے کام، کام اور آمدنی دونوں کی برابر تو اس صورت میں جس کی اولاد کم ہے یا بالکل نہیں اس کا سراسر نقصان اور حق تلفی ہے۔

۳۰

ایک برائی یہ ہے کہ اگر والدین کے سامنے کسی ایک بھائی کا انتقال ہو گیا تو اس کی اولاد اور بہوت زکہ سے محروم ہو جائیں گے کہ مر نے والا چونکہ شرکت میں تھا، اس لئے اس کا کوئی

● معاشرت پر ایک نظر ●

۲۲

ترکہ ہی نہ تھا، جو اس کے بچوں اور بیوی کو دیا جاوے اور جب والد کا انتقال ہوا تو پوتے اور مرحوم کی بیوی کو محروم کر دیا جائے گا کہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے پوتے محروم ہو جاتے ہیں، اسی طرح مرحوم کی بیوہ کو خسر کے ترکہ سے کوئی حصہ نہ ملے گا، اگر شامل نہ رہتے شروع سے علیحدہ رہتے اور ہر ایک کی ملکیت اللہ الگ ہوتی، تو مرحوم کا ترکہ اس کے بیٹے کو ملتا، اس کی بیوہ کو بھی حصہ ملتا، مگر اس روایی قانون نے ان کو ہمیشہ کی پریشانی میں ڈال دیا کہ اب کوئی ان تینم بچوں اور بیوہ کا پرسان حال نہیں، پھر لوگ شریعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ پوتے کو محروم کر دیا، حالانکہ قصور اپنی عقل کا ہے کہ روایی قانون کو شرعی قانون کے مقابلہ میں پسند کیا جس سے یہ صورت پیدا ہوئی۔

(۳۱)

ایک برائی یہ ہے کہ اگر کتنی بھائی ہیں، سب شرکت میں رہتے ہیں، ایک بھائی کھیتی کرتا ہے، جواناج پیدا ہوتا ہے وہ گھر میں سب کے کھانے پینے میں خرچ ہوتا رہتا ہے، دوسرا بھائی گھر سے باہر ملازمت پر ہیں، گاہ بگاہ خرچ بھیجتے رہتے ہیں اور وہ بھی گھر میں صرف ہوتا ہا، جب گھر آتے تو گھر کی ضرورت کی کوئی چیز خرید کر لاتے رہتے ہیں، اب جب علیحدگی ہوئی تو انداز سب میں تقسیم ہو گیا اور وہ چیزیں جو بھائی خرید کر لاتے تھے وہ اس بھائی نے خود قبضہ کر لیں کہ یہ ہماری ذاتی چیزیں ہیں، ذاتی آمدنی سے ہم نے خریدا ہے، اب علماء سے مسئلہ پوچھتے ہیں کہ یہ چیزیں ہم نے اپنی ذاتی کمائی سے خریدی تھیں، تو کیا یہ بھی شرکت کی سمجھی جاویں گی، اگر یہ شرکت کی میں تو ہمارے ذمہ اتنا قرض ہے وہ بھی شرکت کا ہو گا، یہ معہ حل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے جو حق تلقی سے خالی نہیں۔

(۳۲)

ایک برائی یہ ہے کہ اگر کتنی بھائی ہوں، مثلاً چار بھائی ہیں، ایک تجارت کرتا ہے، ایک

● معاشرت پر ایک نظر ●

ملازمت کر رہا ہے، تیسرا ٹھیکی کر رہا ہے، چوتھا کم عمر اپنی بساط کے موافق گھر کا کام کرتا ہے، ملازمت اور تجارت کرنے والے دونوں اپنی کمائی والدین کی تحویل میں جمع کرتے ہیں اور ٹھیکی کرنے والا بھی سب غلمان اور صاحب کولا کر دیتا ہے، اس صورت میں اگر تاجر اور ملازم چاہیں تو خفیہ طور پر اپنے پاس کچھ رقم جمع کر سکتے ہیں، لیکن ٹھیکی کرنے والا اور جو اس کے ساتھ ہے ان دونوں کے ہاتھ ہمیشہ خالی رہیں گے، ان کے پاس رقم جمع ہونے کی کوئی سبیل نہیں، اس میں ٹھیکی والے کا سراسر نقصان ہے، یا ملازم اور تاجر اپنی کمائی نیک نیتی سے والدین کو دیتے ہیں، اب ٹھیکی کرنے والا خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے وہ چال بازی سے انماج وغیرہ پیچ کر اپنے پاس رقم جمع کر سکتا ہے، جس میں تاجر اور ملازم کا نقصان ہے، بہر حال یہ شرکت حق تلفی سے خالی نہیں۔

(۳۴)

ایک برائی یہ ہے کہ جب اس طرح آپس میں رہتے ہیں تو اندر ہی اندر اختلاف پیدا ہوتا رہتا ہے، گھر میں یو یاں ایک دوسرا کی چغلی کرتی رہتی ہیں، جس سے بھائی بھائی میں عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور الگ ہونا رواجاً معموب بھی ہے، اور والدین بھی علیحدہ کرنا نہیں چاہتے، جس سے آپس میں ایک دوسرے کی عداوت پہنچتے ہوتی رہتی ہے، حتیٰ کہ بھائی بھائی کی جان کا دشمن ہو جاتا ہے، ایک دوسرے کی صورت سے بیزار ہو جاتے ہیں، پھر علیحدہ بھی ہوئے تو زندگی بھر موقوفت نہیں ہوتی اور پوری زندگی اسی طرح بے لطفی میں گذرتی ہے، اسی طرح بعض دفعہ اولاد اور والدین میں ایک دوسرے کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے، جو بڑھتے بڑھتے دشمنی تک پہنچ جاتی ہے کہ والدین ہی اولاد کو بد دعادینا اور کو منا شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح اولاد والدین کی دشمن ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کی صورت تک دیکھنے سے بیزار ہو جاتے ہیں، اب علیحدگی بھی ہوتی ہے تو بھی زندگی بھر موقوفت نہیں ہوتی، اگر والدین شروع ہی میں نہیں خوشی ان کو علیحدہ کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی، بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی محبت باقی رہتی۔

۳۴

ایک براہی یہ ہے کہ اس طرح لڑائی جھگڑوں میں عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے، مستقل بیمار بن جاتی ہے، بلکہ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے بچے بھی کمزور اور بیمار پیدا ہوتے ہیں۔

۳۵

ایک مفسدہ یہ ہے کہ بہوجب اپنے والدین کے یہاں جاتی ہے تو وہاں جا کر سرال کی ساری داتاں سناتی ہے، اپنی تمام شانگی اور ساس وغیرہ کی طرف سے بات بات پر لڑائی وغیرہ بیان کرتی ہے تو اس کی والدہ اس کو جوابات سکھاتی ہے کہ اب کے تیری ساس یوں کہے تو یوں کہنا اور یوں کہے تو یوں کہنا اور لڑنے کا طریقہ سکھاتی ہے جس کی وجہ سے وہ ساس کے یہاں آ کر خوب لڑتی ہے۔ اور سب کے ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور بعض دفعہ لڑکی کی شکایات سن کر اس کے والدین اسکو اپنے پاس روک لیتے ہیں، اور بھیجنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اس کی ساس کے دشمن بن جاتے ہیں اور دونوں بلکہ دونوں خاندانوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور لڑکی والوں کی طرف سے طلاق کا مطالبہ شروع ہو جاتا ہے، لڑکا اور اس کے والدین انکار کرتے ہیں، لڑکی کے والدین میں اگر کچھ خوف خدا ہوا تو خیر و رہ وہ بلا طلاق ہی دوسری جگہ نکاح کر دیتے ہیں اور پوری زندگی حرام کاری ہوتی ہے، اور اگر طلاق کا انتظار کیا تو لڑکا طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہوتا، اسی میں زمانہ نذر جاتا ہے، اور لڑکی لڑکے دونوں کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے، اس درمیان میں غلبہ شہوت میں اگر کوئی فعل حرام میں مبتلا ہو گیا تو گناہ علیحدہ ہوا، رسولی علیحدہ ہوئی۔

لڑکا طلاق دینے کے لئے اس لئے تیار نہیں کہ اگر طلاق دیدی تو لڑکی کے والدین مہر اور ننان نفقة اور سامان جہیز کا دعویٰ کر دیں گے۔ جس کی وجہ سے معاملہ طول پکڑتا چلا جاتا

ہے، اور پھر مقدمہ بازی شروع ہو کرتا ہی شروع ہو جاتی ہے۔

۳۶

ایک برائی یہ ہے کہ لڑکی کی شکایات سن کر بعض لڑکی کے والدین لڑکی کے شوہر کو بلا کر مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے والدین سے علیحدہ ہو کر رہے اب اگر اس صورت میں وہ علیحدہ ہوتا ہے تو والدین ہمیشہ کے لئے دشمن ہو جاتے ہیں اور اگر علیحدہ نہ ہو تو وہ لڑکی کو بھیجنے سے انکار کر دیتے ہیں، اب لڑکا پر یہانی میں پڑ جاتا ہے کہ ایک طرف والدین، نہ ان کو چھوڑا جاسکتا ہے، دوسری طرف یوں کہ اس کے بغیر بھی صبر نہیں ہو سکتا؟

۳۷

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر اسی کشاکشی میں طلاق کی نوبت آگئی تو لڑکی کے والدین جھوٹے گواہ بنا کر مہر کا اور ننان و نفقة اور سامان جیسے کادعوی کر دیتے ہیں، اور مہر کی مقدار بہت بڑھا پڑھا کر جھوٹے گواہوں سے ثابت کر دیتے ہیں جواب لڑکے اور اس کے والدین کو دینا پڑتا ہے۔

۳۸

ایک مفسدہ یہ ہے کہ بعض لڑکیاں ان حالات سے تنگ آ کر طلاق کے بعد نکاح ثانی نہ کرنے کا عہد کر لیتی ہیں، جس سے زنا نہ کرنے کی صورت میں اس کی پوری زندگی کس پر یہانی میں گزرے گی؟ اور اگر فعل حرام میں بیٹلا ہو گئی تو اور تباہی ہوئی۔

۳۹

بعض دفعہ ان پر یہانیوں کے بحوم سے اتنا کر انسان خود کشی پر آ مادہ ہو جاتا ہے،

● معاشرت پر ایک نظر ●

چنانچہ بہت سے ایسے حادثے پیش آئے کہ لڑکے یا بعض دفعہ اس کی بیوی نے اپنے اوپر تیل جھٹک کر آگ لگالی، یا کنوں میں کوڈ کر اپنے آپ کو بلاک کر دیا، یا میل کے آگے پڑ کر جان دیدی، یا زہر کھالیا وغیرہ۔ اعاذنا اللہ منہ

(۲۰)

بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان گھر یا بھنوں کی وجہ سے تنگ آ کر لڑکا گھر سے فرار اور لاپتہ ہو جاتا ہے، اس صورت میں لڑکا تو گھر سے بے گھر ہوتا ہی ہے، بیوی کے لئے اور مصیبت ہو جاتی ہے، نہ دوسرا نکاح ہی کر سکے اور صبر بھی جوانی میں بہت دشوار، اسی مصیبت میں زندگی گزارتی ہے، ایسی حالت میں کسی گناہ اور حرام میں مبتلا ہو جانا بھی بعید نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ لڑکا بھی باہر نکل کر آوارہ ہو گا، گھر رہتے ہوئے تو کچھ بدنامی اور رسولی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، باہر نکل کر یہ اندیشہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور والدین بھی لڑکے کے جانے کے بعد پریشان ہوتے ہیں، اگر شروع ہی سے ان نو اکتوں کو سمجھا جاتا تو یہ نوبت کیوں آتی؟

(۲۱)

لڑکے کے گھر سے فرار اور لاپتہ ہونے کی صورت میں بعض دفعہ لڑکی کے والدین اپنی رسولی کے اندیشہ سے پہنچنے کے لئے لڑکی کا بلا طلاق لئے ہی دوسرا جبکہ نکاح کر دیتے ہیں، جو نکاح نہیں ہوتا حرام کاری ہوتی ہے۔ اور پھر زندگی بھر حرام کاری ہوتی رہتی ہے، اولاد بھی حرام ہو گی، اور اس کا و بال ظاہر ہے کہ کتنا خطرناک ہے۔

(۲۲)

بعض دفعہ والد صاحب گھر کی روزانہ لڑائی اور بھنوں سے تنگ آ کر فرار ہو جاتے ہیں، بندہ کے علم میں ایک ۸۰ رسالہ بوڑھے دیندار شخص کا انہیں بھنوں کی وجہ سے

● معاشرت پر ایک نظر ●

۲۷

گھر چھوڑ کر چلے جانا ہے، اور کتنے ایسے واقعات ہیں، اس کے بھی بہت سے واقعات مل جائیں گے کہ والد صاحب نے تنگ آ کر زہر کھالیا، یا کنوں میں کوڈ کراپنے آپ کو بلاک کر دیا کہ علیحدہ کرنا رواجاً معیوب ہے، اس کے بغیر ان الحسنوں کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی۔
اللهم احفظنا منه۔

﴿۲۳﴾

ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان الحسنوں کی وجہ سے عورت کی صحبت خراب ہو جاتی ہے، اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے، جس سے وہ شوہر کے دل سے اتر جاتی ہے اور دل سے اترنے کے بعد یا تو طلاق کی نوبت آتے گی، یا اس کی نوبت بھی نہ آتے اس کے حقوق پورے طور پر ادا نہیں کئے جاسکتے، اور مرد کسی ناجائز جگہ اپنی خواہش پوری کرنا شروع کر دیتا ہے، اس طرح یہوی کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ اور حرام میں مبتلا ہونے کی وجہ سے شوہر کی تباہی بھی ظاہر ہے۔

﴿۲۴﴾

ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان چیزوں سے تنگ آ کر عورتیں جلدی سے علیحدہ ہونے کے لئے ساس کے مرنے کی تدبیر کرنے لگتی ہیں، بد دعا تو کم از کم ضروری کرتی ہیں۔

﴿۲۵﴾

مشترکہ مکان میں رہنے کی وجہ سے بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیٹے کی بھو سے اس کے خسر نے یعنی خود لڑ کے کے والد نے ناجائز تعلق کر کے اپنا منہ کالا کیا، ایسے کتنے واقعات پیش آ چکے ہیں، اس کے بعد اگر یہوی کو علیحدہ کیا تو باپ کی بدنامی ہوئی، اسی طرح لڑ کا اس کو رکھتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام، چونکہ وہ عورت اب شوہر کے لئے حلال نہیں رہی، اس کو رکھنے کی

۲۸ معاشرت پر ایک نظر

اب کوئی سبیل نہیں، مطلقہ ثلاٹ کو حلالہ کے بعد رکھا جاسکتا ہے، مگر یہاں حلالہ کے بعد بھی حلال نہیں ہو سکتی، اور زندگی بھر حرام کاری کا وباں ہوتا ہے۔

۲۶

بعض دفعہ بھائی کا دوسرا بھائی کی بیوی سے ناجائز تعلق ہو جاتا ہے اور ایک جگہ رہنے کی وجہ سے دوسروں کو اس کا علم بھی نہیں ہو پاتا اور یہ تعلق پختہ ہوتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے اپنی بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگتی ہے، اور اگر کسی طرح بھائی کو اس کا علم ہو گیا تو وہ بھائی کی جان کا شمن ہو جاتا ہے، اور اگر بھائی کی بیوی سے زیادہ پختہ تعلق ہو گیا تو پھر بھائی کو ہی درمیان سے صاف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ کوئی رکاوٹ بیان رہے۔ اسی کوکسی نے کہا ہے:

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جس کو سمجھے تھے بیٹا ہے وہ بھتیجا نکلا

۲۷

ایک براہی یہ ہے کہ انہیں دشواریوں کے سبب بہت سے لڑکی کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکی اپنے گھر ہی رہے، اس وجہ سے وہ داماد کو اپنے گھر رکھنے پر مجبور کرتے ہیں، اور یہ تو کثرت سے ہوتا ہے کہ لڑکی کارشہ کرتے وقت ایسا لڑکا تلاش کیا جاتا ہے، جس کے امال اور بھائی بہنیں نہ ہوں، تاکہ ان کی لڑکی خود مختار ہو کر رہے اور ایکھنوں سے محفوظ رہے، اور اگر اس کے بھائی بہنیں اور والدہ ہے تو اب لڑکے کو سمجھایا جاتا ہے کہ وہ سب سے جدا ہو کر رہے، افسوس جس سلوک کو آپ اپنی بیٹیوں کے ساتھ پسند نہیں کرتے دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ کیسے پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح لڑکی کو پڑھایا جاتا ہے کہ وہ شوہر سے علیحدگی کا مطالبہ اور اصرار کرتی ہے۔

۳۸

انہیں حالات کی وجہ سے اڑکی کا گھر میں پیدا ہونا برا سمجھا جاتا ہے، اور جس کے گھر لڑکی پیدا ہو گئی وہ سمجھتا ہے کہ تقدیر پھوٹ گئی، جوز مانہ جاہلیت کا خیال ہے، افسوس کہ ہم کہاں جبار ہے ہیں۔

۳۹

انہیں حالات کی وجہ سے عورتیں سمجھتی ہیں کہ اسلام نے ہمیں کوئی حق نہیں دیا، ہم ہمیشہ مظلوم و مغلوب ہی رہتی ہیں۔ افسوس کہ ہمارا طرزِ عمل اسلام کی بنیادی کا ذریعہ بن رہا ہے۔

۴۰

انہیں مظالم و مفاسد کو دیکھ کر بہت سی عورتیں خاص کرنی تعلیم یافتہ شادی کرنے کو ہی بر سمجھنے لگی ہیں، کہ کیوں اپنے آپ کو مظالم میں پھنسائیں شادی ہی نہ کریں، بلکہ آزاد رہیں۔ اور شادی نہ کرنے کی صورت میں ظاہر ہے کہ وہ اپنی خواہش و شہوت کی تسلیکین کا ناجائز طریقے استعمال کریں گی۔ اور پھر اپنی عزت بچانے کی خاطر کتنے حمل ضائع کئے جائیں گے، کتنی جائیں بلاک کی جائیں گی، اگر اسلام کے دینے ہوئے حقوق عورتوں کو دینے جائیں اور اسلام کی دی ہوئی سہولتیں ان کو دی جائیں اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسن کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک و حسن اخلاق سے پیش آیا جائے اور بتایا جائے کہ عورت مظلومہ نہیں بلکہ گھر کی ملکہ ہے، وہ گھر میں گری پڑی چیز نہیں بلکہ گھر کی زینت ہے اور اس کو آزاد رہنے میں وہ سکون و راحت نہیں جو شوہر کے یہاں رہ کر سکون و راحت اور عزت و عظمت ہے۔ تو یہ نوبت نہ آتی اور اسلام آج ہمارے ہاتھوں یوں بننا مدد ہوتا۔ فَاللَّهُ أَكْبَرُ۔

(۵۱)

بعض جگہ سننے میں آیا کہ بعض لڑکیاں انہیں مظالم و مفاسد کے اندر یشہ سے غسروں کے ساتھ فرار ہو گئیں اور دین و صمت کو خیر باد کہہ دیا۔ اَتَأْتِيَ اللَّهُ وَإِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

(۵۲)

انہیں مفاسد و مظالم کی وجہ سے عیسائی میش جن کا جال جگہ بچھا ہوا ہے اور بہت سے ناعاقبت اندر یش مسلمان اپنی بیکیوں کو عیسائی اسکولوں میں داخل کر دیتے ہیں، جو کسی طرح درست نہیں ہے اور اپنی بیکیوں کو عیسائی اسکولوں میں داخل کرنا ان کو بلاکت میں ڈالنا ہے، وہ مسلمان بیکیوں کو اسلام سے بدلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو تمہارے گھروں میں عورتیں کتنی پریشان رہتی ہیں۔ اللهم احفظنامہ۔

مرد کے ذمہ عورت کو علیحدہ مکان میں رکھنے کے سلسلہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ "اصلاح انقلاب" میں تحریر فرماتے ہیں:

ارشاد حکیم الامت حجۃ اللہ

اور نفقہ ہی کا ایک جزو یوں کو رہنے کے لئے گھر دینا ہے۔ اس کے متعلق ایک عام غلطی میں اکثر مرد بتلا ہیں کہ جدا گانہ گھر دینا اپنے ذمہ واجب نہیں سمجھتے، پس اپنے عزیزوں میں عورت کو لاؤ لتے ہیں، بواس میں حکم یہ ہے کہ اگر شامل رہنے پر عورت بخوبی راضی ہوت تو خیر ورنہ اگر وہ سب سے جدار ہنا چاہے تو مرد پر اس کا انتظام واجب ہے، اور یہاں بھی راضی ہونے کے معنی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوتے یعنی طیب خاطر سے راضی ہو، حتیٰ کہ اگر مرد کو قرآن قویہ سے معلوم ہو جائے کہ وہ جدار ہنا چاہتی ہے مگر زبان سے اس کی درخواست نہ کر سکے، تب بھی مرد کو شامل رکھنا جائز نہیں، البتہ اتنی کنجائش ہے کہ اگر پورا گھر جدا نہ دے سکے تو پڑے گھروں میں سے

ایک کوٹھری یا کمرہ ایسا دینا کہ اس کی ضروریات کو کافی ہو سکے۔ اور اس میں اپنا مال و اساباب تالہ لگا کر رکھ سکے اور آزادی کے ساتھ اپنے میاں کے ساتھ تھائی میں بیٹھا اٹھ سکے، بات چیت کر سکے، یہ واجب کے ادا کرنے کے لئے کافی ہو گا۔

اور آج کل کے طبائع و واقعات کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اگر عورت شامل رہنے پر راضی بھی ہو اور جدار ہنے سے سب رشتہ دار ناخوش بھی ہوں تب بھی مصلحت یہی ہے کہ جدا ہی رکھے، اس میں ہزاروں برائیوں کا مٹانا ہے اور گواں میں چند روز کے لئے عزیزوں کا ناک منہ چڑھے گا مگر اس کی مصلحتیں جب مشاہد ہوں گی، سب خوش ہو جاویں گے، خصوصاً چوہا تو ضرور ہی علیحدہ ہونا چاہتے، زیادہ تر آگ اسی چولہے سے بھڑکتی ہے، فقہانے یہاں تک فرمایا ہے کہ سردی کی اگر پہلی بیوی سے کچھ اولاد ہو، دوسری بیوی کو اس کے ساتھ شامل رہنے پر محبو نہیں کر سکتا اور آج کل واقعات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص دوسری اولاد کے ساتھ شامل رہنا بڑے فائدوں کی جڑ ہے کہ دوسرے عزیزوں کے ساتھ اتفاقاً نہیں ہوتا۔

بعضے آدمی اس کو بڑی سعادتمندی سمجھتے ہیں کہ بیوی کو اپنی ماں کا مغلوم و مغلوب بنانے کر کھیں اور اس کی بدولت بیویوں پر بڑے بڑے ظلم ہوتے ہیں، سو سمجھ لینا چاہئے کہ بیوی پر فرض نہیں کہ ساس کی خدمت کیا کرے، تم سعادتمند ہو خود خدمت کرو، خدمت کے لئے نو کر لاؤ۔
(اصلاح انقلاب: ۲۶۸، حصہ دوم)

پس والدین کو ضروری ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنے بچوں کو ہنسی خوشی علیحدہ مکان میں انتظام کر کے جدا کر دیں تاکہ خود بھی آرام سے رہیں اور اولاد بھی ان فتنوں سے نجات پائیں۔

اور اگر والدین رواج کی وجہ سے جدا نہ کریں تو اولاد کو چاہئے کہ خود خوبصورتی سے علیحدہ ہو جائیں، اگر والدین انکار کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔



اشکالات و جوابات

۱

رہا والدین کا یہ سوال کہ اولاد کو پالا جاتا ہے اس امید پر کہ بڑھاپے میں خدمت کریں گے، اب جب ان کو علیحدہ کر دیا تو خدمت کس طرح کریں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ والدین کی خدمت کرنا تو اولاد کی سعادت مندی و دینداری پر ہے، اگر وہ دیندار خدا ترس میں توجہ رہنے کی صورت میں بھی خدمت کریں گے، بلکہ پہلے سے زیادہ کریں گے کہ ہمارے والدین کتنے مشق اور محنت میں کہ ہماری سہولت کی وجہ سے ہم کو علیحدہ کر دیا، تو خوش ہو کر زیادہ خدمت کریں گے کہ اگر شامل رہتے تو دل میں نفرت ہوتی اور اتنی خدمت نہ کر سکتے اور اگر اولاد دیندار خدا ترس نہیں ہے تو وہ شرکت میں رہتے ہوئے بھی والدین کو ناک چھنے چباتے رہتے ہیں، جس کا مشاہدہ خوب کیا جاسکتا ہے، اس لئے اگر ان سے خدمت کرانے کی تمنا ہے تو ان کو علم دین سکھانا پا ہے، ان کی صحیح تربیت کرنا چاہئے، تاکہ وہ والدین کے حقوق کو پہچانیں، اور ان کی خدمت کو دارین کی سعادت سمجھیں۔

۲

رہا یہ سوال کہ مثلاً دس لڑکے ہیں، ہر ایک کیلئے اتنے کمرے کہاں سے لا نیں، اتنی گنجائش نہیں کہ دس لڑکوں کے لئے الگ الگ کمرہ بناسکیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کی ضرورت نہ بھی جائے جب تک مشکل ہے، جب اس کو ضروری سمجھیں گے تو دوسری فضولیات کو چھوڑ کر مکان بنانا کیا مشکل ہے، شادی میں جو فضول اخراجات ہوتے ہیں انہیں کو اگر ختم کر دیں تو مکان بنانا کیا مشکل ہے، مگر شادی کی یہودہ رسماں میں تو لاکھوں کروڑوں روپیوں میں آگ لگادی جاتی ہے اور مکان جیسی ضروری

● معاشرت پر ایک نظر ●

۳۳

چیز کے لئے گناہ نہیں، نیز اس کے لئے اعلیٰ اور پختہ مکان بنانا کیا ضروری ہے، اگر موقع نہ ہو تو کپاہی مکان بنالیں اتنا بھی موقع نہ ہو تو جھونپڑی ڈال لیں، اتنا بھی موقع نہ ہو تو شادی ہی نہ کریں کہ جب یوں کا حق واجب ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو شادی کرنا ہی درست نہیں۔

۳

رہایہ سوال کے علیحدہ رہنے میں تو اختلاف و علیحدہ ہونا ہے جو منوع ہے۔ اور ایک جگہ رہنے میں اجتماعیت ہے جو شرعاً محمود و پسندیدہ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شامل رہنے میں صورۂ اجتماعیت ہے، مگر دلوں میں اختلاف و علیحدگی ہے، اور جو اتفاق و اتحاد و اجتماعیت محمود ہے وہ دلوں کا اتفاق و اجماع ہے جو علیحدہ مکان ہونے کی صورت میں زیادہ حاصل ہے۔ کما ہو المشاهدة۔

۴

رہایہ سوال کے شامل رہنے میں ترقی زیادہ کی جاسکتی ہے، زین و جاند اد خریدی جاسکتی ہے، علیحدہ رہنے میں یہ نہیں ہو سکتا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اتنی حق تلفیوں اور مناہی کا ارتکاب کرنے کے بعد اگر ترقی ہوئی بھی، زین و جاند اد خریدی بھی لی گئی تو یہ کیا ترقی ہوئی، یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی ڈاکہ زنی اور چوری کے ذریعہ ترقی کرے، جاند اد خریدے، اگر وہ ناجائز ہے تو یہ بھی ناجائز ہے، نیز زین و جاند اد سے مقصود سکون و راحت ہی تو ہے، تو اگر اس کے حصول میں سکون و راحت خاک میں مل جائے تو پھر وہ زین و جاند اد کس کام کی نیز کار و بار جاند کریں بلکہ مکان علیحدہ کر لیں، کام سب شرکت میں کریں اور پھر نفع تقسیم کر لیں تاکہ ترقی بھی کر سکیں۔ اس صورت میں ترقی بھی کر سکتے ہیں اور فتنوں سے نجات مل جائے گی۔

۵

ربا یہ سوال کہ اولاد کو جدا کرنے میں بدنامی ہے اور معیوب سمجھا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس پر عمل کرنے لگیں گے تو اس کو معیوب سمجھنا بھی ختم ہو جائے گا، اور اگر بر اسمجھیں بھی تو شرعی حکم کے مقابلہ میں اس کی پرواہی نہ کرنا چاہئے۔ اور چند دنوں کی بدنامی ہو گی بعد میں جب اس کی مصلحت لوگوں کے سامنے آئے گی تو وہی تعریف کریں گے اور رواج کے خلاف کرنے میں چونکہ مجاہدہ زیادہ ہے، اس لئے اجر بھی زیادہ ہے، اور اس کے طریقہ کو دیکھ کر جتنے لوگ اس کی اقتدا کریں گے ان سب کے اجر کے برابر تھے اس کو بھی اجر ملے گا۔

”بَحْدِيْثٍ. مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرٌ هَا وَأَجْرٌ مَنْ عَمِلَ إِهْمَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“

[جو شخص کوئی اپنے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کو اس کا اجر ملتا ہے اور قیامت تک جتنے انسان اس طریقہ پر عمل کریں گے ان تمام کے اجر کے برابر بھی اس کو اجر ملتا ہے، تو اس لئے اس طریقہ پر عمل کرنا گو مجاہدہ ہو گا مگر ہم خرما و ہم ثواب کا مصدقہ ہو گا۔

خدا نے پاک ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔



مقید ہدایات

اصل مقصود تو معاشرہ کی اصلاح اور برائی کو روکنا ہے، اگر کوئی شخص ان تمام مفاسد کا انداز کر لے تو پھر شرکت میں رہنا براہمیں، اجازت ہے۔ جو شخص شرکت میں رہنے کے خواہشمند ہیں اور یوں بھی شرکت میں رہنا دل سے پسند کرتی ہے تو ان کو مفاسد منکورہ بالا سے اجتناب کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

سماں کے تے ہدایات

- (۱)..... سماں کو چاہئے کہ بھوکے ساتھ اپنی اڑکی جیسا برداشت کرے۔
- (۲)..... اس طرح پیار و محبت سے رکھے کہ وہ اپنی والدہ کو بھول جائے۔
- (۳)..... اس کے آرام و راحت کا خیال رکھے۔
- (۴)..... حاکمہ طریقہ اختیار نہ کریں۔
- (۵)..... کوئی غلطی اس سے ہو جائے تو اس کو درگذر کرے۔
- (۶)..... اس کی غلطی دوسری عورتوں کے سامنے بیان نہ کرے۔
- (۷)..... اس کے گھروں کا ذکر برائی کے ساتھ نہ کرے، نگھر میں کسی کو کرنے دے۔
- (۸)..... کھانے پینے میں اپنی اولاد جیسا برداشت کرے۔
- (۹)..... اگر کسی وقت طبیعت میں کسل ہو یا کوئی مرض ہو تو خود اس کو کام کرنے سے منع کر دے۔
- (۱۰)..... اگر کوئی بیماری ہو تو اس کا علاج کرائے۔

● معاشرت پر ایک نظر ●

(۱۱).....اس کے کام کو سراہا کرے۔ اس کے کام کی تعریف کرے، تمھیں اس کو انعام بھی دیدے۔

(۱۲).....اس کے کسی کام میں اگر کوئی کمی ہو تو نرمی و محبت سے اس کو سمجھائے۔

(۱۳).....کسی وقت اگر کام زیادہ ہو تو خود بھی اس کی مدد کریں۔

(۱۴).....اس کی کسی کمی کو اس کے خسر سے بھی نہ کہیں کہ وہ اس کو ڈانٹ ڈپٹ کریں۔

(۱۵).....اسی طرح اپنے لڑکے سے بھی اس کی کمی کو تباہی کا ذکر نہ کریں، نہ کسی قسم کی کوئی شکایت کریں۔

(۱۶).....اسی طرح اپنی لڑکیوں کو سمجھا کر رکھیں کہ ان کے ساتھ یہاں سلوک نہ کریں، بلکہ پیار و محبت سے رہیں۔

(۱۷).....اور اگر تمہاری لڑکیاں عمر میں بھو سے چھوٹی میں تو ان کو تاکید کریں کہ وہ ان کا ادب و احترام کریں۔

(۱۸).....ان کے احترام کے خلاف کوئی گلمہ زبان سے نہ کالیں۔

(۱۹).....بھو کے سامنے اس کے گھروالوں کا ذکر برائی سے نہ کریں۔

(۲۰).....بھو کے سامنے جہیز کی کمی کا ذکر نہ کریں، نہ جہیز کے سامان میں کوئی کمی نہ کالیں۔

(۲۱).....نہ بھو کے سامنے اس کا ذکر کریں کہ تیرے گھروالوں نے فلاں چیز نہیں دی۔

(۲۲).....بلکہ بھو کے گھروالوں نے اگر کوئی سامان دیا ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف کریں۔

اس سے ساس کی محبت بھو کے دل میں ضرور بیٹھے گی اور پھر وہ دل سے ساس کی خدمت کرے گی۔

بہو کے لئے ہدایات

- (۱).....اسی طرح یوں کو ضروری ہے کہ وہ اپنی ساس کو اپنی والدہ کے درجہ میں سمجھے۔
- (۲).....اس کا ادب و احترام مثل والدہ کے کرے۔
- (۳).....ان کی خدمت کو سعادت سمجھے۔
- (۴).....اگر وہ کسی بات پر ناراضی ہوں تو اس کو برداشت کرے۔
- (۵).....اور ان کی ناراضگی پر ناگواری کا اظہار نہ کرے، ناک منہ نہ چڑھائے۔
- (۶).....اگر بے قصور بھی ناراضی ہوں تو خاموش ہو جائے، جب ان کا غصہ ختم ہو جائے تو ادب سے حقیقت عرض کر دے۔
- (۷).....جب ان کو پکاریں تو ادب سے پکاریں۔
- (۸).....جب کوئی کام کریں تو ان سے مشورہ کر لیا کریں، انکے مشورہ بغیر کوئی کام نہ کریں۔
- (۹).....ان کے پیچھے بھی کسی سے برائی کے ساتھ ان کا ذکر نہ کریں۔
- (۱۰).....منہ درمنہ ان سے بات نہ کریں۔
- (۱۱).....اگر کسی جگہ جانا ہو تو شوہر سے اجازت کے ساتھ ان سے بھی اجازت لیں۔
- (۱۲).....اگر وہ کسی پڑوسن عورت کے ملنے سے ناراضی ہوں تو اس سے نہ ملیں۔
- (۱۳).....اگر کسی کے آنے سے ناراضی ہوں تو اس کو نہ بلاں۔
- (۱۴).....غرضیکہ جملہ کاموں میں اس کا پورا خیال رکھیں کہ یہ کام ان کو ناگوار نہ ہو، مگر شرعی حکم میں ان کی ناگواری کا لحاظ نہیں کیا جاتے گا۔ "لَا طَاعَةٌ لِّمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ أَنْفَالِهِ" الحدیث۔

- (۱۵)..... ساس کی معمولی باتوں کی شکایت اپنے شوہر سے نہ کرے۔
- (۱۶)..... شوہر اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے تو اس پر خوش ہو اس پر کمھی ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔ بلکہ اگر دیکھے کہ شوہر اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کو نرمی سے والدین کی خدمت کی ترغیب دے۔
- (۱۷)..... اسی طرح گھر کی مستورات میں اگر کوئی تم سے مرتبہ اور عمر میں بڑی ہے، جیسے شوہر کے بڑے بھائی کی بیوی یا شوہر کی بڑی بہنیں، تو اس کا ادب و احترام کرو۔
- (۱۸)..... گفتگو میں نشست و برخاست میں ان کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔
- (۱۹)..... ان سے دو بدو بات ملت کرو۔
- (۲۰)..... جہاں تک ممکن ہو ان کی بھی خدمت بجا لاؤ۔
- (۲۱)..... ان کا ذکر برائی سے مت کرو۔
- (۲۲)..... کسی کام کے لئے کہنا ہو تو ادب سے کہو۔
- (۲۳)..... اگر کسی بات پر ناراض ہوں تو خاموش ہو رہو۔
- (۲۴)..... ان کے گھر والوں کا ذکر برائی سے مت کرو۔
- (۲۵)..... اور اگر مرتبہ میں تم سے کم ہوں جیسے شوہر کے چھوٹے بھائی کی بیوی یا شوہر کی چھوٹی بہنیں تو ان کے ساتھ پیار و محبت کا برداشت کرو۔
- (۲۶)..... اپنی بڑائی ان پر مت جتاو۔
- (۲۷)..... کسی کام کو ان سے کہنا ہو تو پیار سے کہو۔
- (۲۸)..... ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو درگذر کرو۔
- (۲۹)..... غرضیکہ اس طرح رہو کہ جیسے دل حقیقی بہنیں ہوں۔

● معاشرت پر ایک نظر ●

(۳۰).....اگر ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو تو تم ان کی خدمت کر دو جب تم خود ایسا سلوک کرو گی تو لازمًا وسری جانب سے بھی ایسا ہی سلوک ہو گا۔

(۳۱).....اسی طرح شوہر کی بہنوں کے ساتھ اگر وہ بڑی یہیں تو ان کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آؤ۔

(۳۲).....گفتگو میں نہست و برخاست میں ان کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔

(۳۳).....جو اور پر بڑوں کے آداب ذکر کئے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرو۔

(۳۴).....اور اگر وہ چھوٹی یہیں تو ان کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آؤ، خیال کرو کہ یہ میرے شوہر کی بہنیں ہیں ان کا بھی بڑا حق ہے۔

(۳۵).....اسی طرح گھر کے بچوں کے ساتھ نہایت شفقت کا برتاؤ کرو۔

(۳۶).....سب کے سامنے بھی اور تنہائی میں بھی ان سے پیار سے رہو۔

(۳۷).....جب فرصت ہو تو دوسرے بچوں کو بھی گود میں لے کر کھلایا کرو۔

(۳۸).....جب اپنے بچوں کو کوئی چیز دو تو ان کو بھی ضرور دو کہ اس سے ان کے والدین کے دل میں تمہاری قدر ہو گی کہ اتحھے اخلاق کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

اگر ان پدایات پر عمل کیا گیا تو ان شاء اللہ گھر جنت نشاں بن جائیں گے اور جھونپڑیوں میں رہتے ہوئے بھی وہ راحت نصیب ہو گی جو مخلالت میں اور قلعوں میں بھی نصیب نہیں۔

شوہر کے سلسلہ میں عورت کے لئے پدایات

(۱).....خاوند اگر غریب بھی ہوتا بھی اس کو اپنا امیر اور محسن سمجھے، اپنا بڑا سمجھے، رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جب میاں یوں میں مجبت ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس

محبت کی وجہ سے ان کے رزق میں بھی برکت عطا فرمائیں گے۔ شوہر کو اس کی غربت کا طعنہ نہ دیں۔ اور اس کی غربت کا تذکرہ بھی نہ کریں۔

(۲) خاوند کی خوشی کو اپنی خوشی پر ترجیح دیں اور اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھیں، مثال کی طور پر آپ کو نیند آئی ہوئی ہے اور خاوند دیر سے کام سے واپس آیا ہے، اب آپ کی ضرورت ہے آپ سو جائیں اور خاوند کی ضرورت ہے کہ اس کو گرم کھانا دیا جائے اور پاس بیٹھ کر اس کے ساتھ بات چیت کی جائے تو ایسی صورتحال میں اپنی ضرورت پر خاوند کی ضرورت کو مقدم رکھا کریں اگر آپ اپنی نیند کو قربان کر دیں گی اور خاوند کو گرم کھانا دیں گی پاس بیٹھیں گی اس سے بات چیت کریں گی تو اس کی تھکن بھی اتر جائے گی اور اس کے دل میں آپ کی محبت بھی بڑھ جائے گی۔ اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ پڑ کر سو گئیں تو شوہر کے دل میں بھی تمہاری قدر نہیں ہو گی۔

(۳) خاوند کے ساتھ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آئیں جیسے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اپنی بیوی وہ ہوتی ہے کہ خاوند اس کو دیکھے تو اس کا دل باغ باغ ہو جائے خوش ہو جائے تو آپ گھر میں نہاد ہو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر خندہ پیشانی کے ساتھ ایسی بن سنور کر رہیں کہ خاوند آپ کو دیکھے تو اپنی پریشانیوں کو بھول جائے۔

(۴) شوہر کسی کام کو کہتے تو خوبصورتی کے ساتھ اس کے کام کو انجام دے۔

(۵) اگر کھانا کھانے کا وقت ہے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ کوشش کرے کہ اپنے میاں کے ہاتھ خود دھلاتے، خود سے دستِ خوان پچھاتے، خود سے کھانا لے کر آئے، تاکہ اس کے خاوند کو پتہ چلے کہ یہ میری بیوی صرف بیوی ہی نہیں بلکہ خادم نہ بھی

ہے، میرے ساتھ محبت بھی کرتی ہے اور دستخوان پر بیٹھیں تو خوش مزاجی کے ساتھ کھانا کھائیں۔

(۶)..... کبھی بھی خاوند کی لگناش سے زیادہ کسی چیز کی فرمائش نہ کریں، آپ سمجھدار ہیں اگر آپ محسوس کرتی ہیں کہ خاوند س روضے خرچ کر سکتا ہے، تو بس اتنا ہی خرچہ سامنے رکھیں، خاوند کو آپ یقین دہانی کروائیں کہ آپ کو اس کے پیسے کا درد ہے عقلمند عورتیں ہمیشہ خاوند کے مال کو سلیقہ سے استعمال کرتی ہیں، تو خاوند کے دل میں ان کا مقام بڑھ جاتا ہے اور جو عورت خاوند کے مال کو لوٹ کا مال سمجھیں تو خاوند کے دل میں اس عورت کا مقام گرجاتا ہے۔

(۷)..... بعض عورتیں یہ غلطی کرتی ہیں کہ بے موقع خاوند کو اپنی داستان سنانے بیٹھ جاتی ہیں یہ نہیں دیکھتیں کہ شوہر کو جلدی دفتر جانا ہے یا جلدی باہر جانا ہے یا یہ تھکا ہوا آیا ہے یا اس وقت اس کا دل با توں کی بجائے آرام کرنے کو چاہ رہا ہے تو بے موقع اپنی داستان کو چھیر کر بیٹھ جانی انتہائی یوقوفی ہوتی ہے، وقت کو دیکھا کریں اور ایسے وقت پر بات کیا کریں کہ شوہر توجہ کے ساتھ بات سنے تاکہ آپ کی بات کی قدردانی ہو سکے۔

(۸)..... خاوند کے ذاتی کام ہمیشہ اپنے ہاتھوں سے خود کرنے کو عبادت سمجھیں۔ شوہر کے لئے بستر پر بچانا، اس کا بدنبال دیانا، سر پر تیل کی مالش کرنا وغیرہ۔

(۹)..... خاوند کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھیں، بلکہ اگر آپ دیکھیں کہ وہ بہت مشکل مصیبت میں کسی وجہ سے آگیا ہے تو ایسے انتہائی مشکل وقت میں شوہر کی خدمت کر دیا کریں، اگر اپنے پاس کچھ نہ ہو تو اپنا زیور ہی اس کو پیش کر دیں اور ساتھ یہ بھی کہیں کہ اگر میرے پاس کچھ اور ہوتا تو وہ بھی میں آپ کے

- قدموں میں ڈال دیتی۔ اس سے خاوند کے دل میں خوشی بھی ہوگی اور وہ سمجھے گا کہ یہ بیوی تو واقعی مجھ پر قربان ہونے والی بیوی ہے۔
- (۱۰)..... جب کبھی خاوند کو غصہ کی حالت میں دیکھیں تو بالکل زم پڑ جائیں، تھوڑی دیر کے بعد وہی خاوند جو اتنا غصہ میں تھا وہ آپ کو پیار کے ساتھ اپنی طرف بلائے گا۔
- (۱۱)..... اسی طرح اگر خاوند کسی وقت غلط تنقید بھی آپ پر کرے تو بھی آپ خاموش رہیں۔ اس سے خاوند کے دل میں آپ کی قدر ہوگی۔
- (۱۲)..... بلاوجہ شوہر پر شک نہ کرے کہ اس سے بد مرگی پیدا ہو جاتی ہے۔
- (۱۳)..... اگر شوہر کسی غلط عادت میں بدلنا ہو تو خوبصورتی کے ساتھ نرمی اور حکمت کے ساتھ اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔
- (۱۴)..... بیوی کو چاہئے کہ اپنے خاوند کو اپنی اچھی عادات اپنے اچھے اخلاق اور خدمات کے ذریعہ سے اپنا بنائیں، محض اپنے حسن و جمال اور تعلیم کے زعم (تکبر) میں نہ رہیں۔
- (۱۵)..... گھر کو بھی صاف سترہ رکھیں، خود بھی صاف سترہ ریں اور اپنے دل کو بھی صاف رکھیں، جب آپ اپنے دل کو صاف رکھیں گی، تو اس سے شوہر خوش ہو گا، اور اس کے دل میں آپ کی محبت میں اضافہ ہو گا۔
- (۱۶)..... اپنے خاوند کو آپ ہمیشہ اچھے مشورے دیں، مگر مشورہ پر اصرار نہ کریں، اچھے مشورے دینا اچھی عادت ہے، مشورہ پر اصرار کرنا بُری عادت ہے، اکثر عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ خاوند جو کرے بُس ہم سے پوچھ کر کرے۔
- (۱۷)..... شوہر سے محبت کرنا سیکھیں، اگر خود بخود دل میں محبت نہیں تو اپنے آپ کو سمجھائیں کہ یہ میرا اب خاوند ہے، یہ میرا محبوب ہے، اسی کی محبت میرے دل

میں ہو گی، تو میرا مالک اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہو گا، لہذا اپنے خاوند کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ سوچیں کہ اگر دفتر میں رہنے والی لڑکی، گلی میں چلنے والی لڑکی آپ کے خاوند کو اپنا بنا سکتی ہے، تو آپ جو چوبیس گھنٹے اس کے گھر میں رہتی ہیں، اس کے بستر پر ہوتی ہیں آپ اپنے شوہر کو اپنا کیوں نہیں بنائیں۔

(۱۸)..... آپ غیر مرد سے بات کرنے سے ہمیشہ پر ہیز کریں، جہاں آپ نے بے پردگی کی اور غیر مرد سے بے بھگک بات کر لی، خاوند نے دیکھ لیا، کہے نہ کہے، اس کے دل میں دراڑ پیدا ہو جاتے گی، یا اگر فون پر آپ بات کرتی ہیں اور خاوند کو شک ہو گیا کہ یہ فون پر کسی غیر مرد سے بات کرتی ہے تو وہ آپ کو بتاتے یا نہ بتاتے اس کے دل کے اندر فرق آ جاتے گا، خاوند یوئی کی ہر غلطی کو معاف کر سکتا ہے، اس کی بد کرداری والی غلطی کو معاف نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان چیزوں سے پوری طرح پر ہیز کریں۔

(۱۹)..... یوئی کو چاہئے کہ خاوند کی اچھی باتوں پر اس کی خوب تعریف کرے، تو جب آپ نے گھر کی کوئی بھی چیز کہی اور خاوند نے لا کر دی، یا کوئی کام کہا اور خاوند نے کر دیا تو اس موقع پر اپنے خاوند کے سامنے اس کی تعریف کیا کریں، اس کا شکریہ ادا کیا کریں۔ جب یوئی شوہر کا شکریہ ادا کریں گی، تو شوہر آئندہ بھی اس کو شوق کے ساتھ کریگا۔ اور محبت میں اضافہ ہو گا۔

(۲۰)..... جب شوہر گھر میں آئے تو انتہائی گرم دلی و گرمی سے مسکراہٹوں کے ساتھ اپنے خاوند کا استقبال کریں، (سلام میں ہمیشہ پہلی کو کوشش کریں) یہ دل کی گرمی آپ کے خاوند کو پچھلادے گی۔ اور انتہائی نرم کر دیگی۔

● معاشرت پر ایک نظر ●

۳۲

- (۲۱).....ہمیشہ ایسے کام کریں کہ جس سے خاوند کی عربت بڑھتی ہے، یہ اصول یاد رکھیں جب خاوند محسوس کرے گا کہ یہوی میری عربت بڑھاتی ہے تو وہ پوری زندگی کے لئے آپ کا ممنون ہو جائے گا، مثلاً اس کے ماں باپ کی نظر میں اتنی اچھی بن جائیں کہ وہ اپنے بیٹے کے سامنے خوشی کا اٹھار کرے، تو پھر دیکھیں خاوند کس طرح آپ کے ساتھ محبت کی زندگی گزارتا ہے۔
- (۲۲).....کسی وقت اگر کسی بات پر شوہر ناراض ہو جائے، فوراً شوہر سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لیں، اور اس کو ہر طرح خوش کرنے کی کوشش کریں۔
- (۲۳).....اور کوشش کریں کہ خاوند کی آنکھ کی پتی بن کر رہیں، خاوند کی آنکھ کا کامٹا بن کر نہ رہیں، شوہر کی مرضی کے مطابق جب آپ اپنے آپ کو ڈھال لیں گی، تو یقیناً خاوند کے دل میں آپ کی عربت بڑھ جائے گی۔
- (۲۴).....شوہر کے سامنے ہمیشہ زرمی سے بات کریں، کبھی سخت کلامی اور بذبذانی نہ کریں۔
- (۲۵).....عورت کو چاہتے کہ گھر کا سب انتظام انتہائی صفائی، سترہائی، سلیقہ مندی سے کرے، گھر کی ہر چیز کو ترتیب کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر سلیقہ سے رکھے۔
- (۲۶).....شوہر کے سامنے شوہر کے گھر والوں اس کے والدین، بھائی بہن کا تذکرہ کبھی برائی کے ساتھ نہ کریں، اس لئے کہ شوہر کے دل میں تمہاری طرف سے برائی بیٹھ جائے گی۔
- (۲۷).....شوہر کے سامنے اپنے گھر والوں کا بار بار تذکرہ نہ کرے۔
- (۲۸).....شوہر اور شوہر کے گھر والوں اس کے والدین اور اس کے بھائی بہن کی کوئی شکایت اپنے میکے جا کر نہ کرے۔
- (۲۹).....شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے، جو کام کرے شوہر کی

اجازت سے کرے۔

(۳۰)..... شوہر جب ملاقات کے لئے طلب کرے بلاغز رشیعی انکار نہ کرے۔

(۳۱)..... شوہر کی اجازت کے بغیر کسی غیر محروم سے فون پر بھی بات نہ کرے۔

(۳۲)..... شوہر کی راحت رسانی کا پورا پورا خیال کرے، جو چیز شوہر کی ناگواری کا ذریعہ ہواں سے احتراز کرے۔

(۳۳)..... ہر ہر چیز میں شوہر کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری کرے، إلَّا يَكُنْ شوہر کسی ناجائز چیز کا حکم کرے اس لئے کسی خلافِ شرع چیز میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

شوہر کے لئے ہدایات

(۱)..... اگر بیوی مشترکہ مکان میں رہنا پسند نہ کرے تو الگ مکان کا انتظام کرے۔

(۲)..... بیوی کو والدین کے رحم و کرم پر نہ چھوڑے، بلکہ خود بھی اسکی ضروریات کا خیال رکھے۔

(۳)..... اگر والدین یا بہنوں وغیرہ کی طرف سے بیوی کی کوئی جائز شکایت ہو تو خوبصورتی کے ساتھ والدین اور دیگر اہل خانہ کو سمجھائے اور شکایت کو حل کرنے کی کوشش کرے۔

(۴)..... اپنی آمد کے مطابق بیوی کی ضروریات کا انتظام کرے اور اس میں بخل نہ کرے۔

(۵)..... ضروری مصارف کے علاوہ اپنی حب چیزیت کچھ زائد رقم بھی بیوی کو مہاں دیدیا کرے، جس کو وہ اپنی منی سے خرچ کرے، اس کا حساب نہ لیا جائے۔

(۶)..... بیوی اگر بیمار ہو تو اس کے علاج معالجہ کی پوری فکر کرے۔ اور اس کا

مزاج پوچھے۔

- (۷).....جب گھر میں داخل ہوں سلام کر کے خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ داخل ہوں، تاکہ یہوی بھی خوش ہو اور بچے بھی خوش ہوں۔
- (۸).....یہوی سے گفتگو ہمیشہ خندہ پیشانی سے کریں۔
- (۹).....اگر یہوی کی کوئی کوتاہی ہو تو اس کو نرمی اور محبت کے ساتھ نصیحت کریں۔
- (۱۰).....جہاں تک ممکن ہو غصہ اور سخت کلامی سے اور بات بات پر ڈانت ڈپٹ اور ناراض ہونے سے پرہیز کریں۔
- (۱۱).....اپنا کوئی حق خدمت وغیرہ کا یہوی پر نہ سمجھیں۔
- (۱۲).....اگر یہوی کوئی خدمت کرے اس کا احسان سمجھیں، اور اس پر اس کا شکریہ ادا کرے، اور کبھی کبھی اس کو انعام بھی دیا کرے کتم نے فلاں کام بہت اچھا کیا۔
- (۱۳).....اگر سفر پر جائیں تو دوران سفر خیریت کی اطلاع یہوی کو بھی دیتے رہا کریں۔
- (۱۴).....سفر سے واپسی پر جس طرح کوئی تحفہ والدین کے لئے لاتے ہیں اس طرح یہوی کے واسطے بھی کوئی تحفہ اپنی حیثیت کے مطابق ضرور لا جائیں۔
- (۱۵).....جهیز کی کمی یا اس کے ناقص ہونے کا ذکر کبھی یہوی کے سامنے نہ کریں۔
- (۱۶).....یہوی کے گھروالوں میں سے کسی کا تذکرہ یہوی کے سامنے برائی کے ساتھ ہرگز نہ کریں۔
- (۱۷).....یہوی کے گھروالے اگر کبھی کوئی ہدیہ تحفہ پیش کریں، یہوی کے سامنے اس کی تعریف کریں، اور ان کا شکریہ ادا کریں۔
- (۱۸).....گاہے گاہے یہوی کے ساتھ ہنسی دل لگی اور تفریح طبع کی با تین کیا کریں۔
- (۱۹).....کسی بات پر یہوی اگر ناراض ہو جائے تو پیار و محبت کے ساتھ اس کو راضی کر لیا کریں۔

● معاشرت پر ایک نظر ●

- (۲۰).....اگر کبھی بیوی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو درگذرا اور معاف کر دیا کریں۔
- (۲۱).....بیوی میں اگر کوئی بری عادت ہو تو حکمت اور خوبصورتی کے ساتھ اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔
- (۲۲).....مگر میں کسی وقت دینی کتاب کی تعلیم کا انتظام کریں۔
- (۲۳).....مگر میں گاہے گاہے کسی متبع سنت عالم کا وعظ بھی کہلایا کریں۔
- (۲۴).....کسی متبع سنت عالم سے جو دین کی باتیں سنیں مگر میں اس کا مذاکرہ کیا کریں۔
- (۲۵).....مگر کام احوال دینی ماحول بنانے کی کوشش کریں۔
- (۲۶).....ٹی روی وغیرہ کی خوست سے اپنے مگروں کو پاک و صاف رکھنے کی کوشش کریں۔
- (۲۷).....مگر میں پرده کا پورا اہتمام کریں۔
- (۲۸).....غمضکہ اپنے بر تاؤ اور اپنے عمل سے بیوی کو اٹھیناں دلائیں کہ آپ کو بیوی سے انتہائی محبت ہے، اس لئے کہ عورت اصل محبت کی بھوکی ہوتی ہے، محبت کے ہوتے ہوئے اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی، اور شگر ترشی سب خوشی خوشی برداشت کر لیتی ہے۔

ضروری تنبیہ

آج کے بے دینی کے ماحول میں بے پردنگی کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ مگر بعض رشتے ایسے ہیں کہ ان میں ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے ایسی خرابی پیدا ہوتی ہے کہ جس سے مگر کے گھر تباہ و بر باد ہو جاتے ہیں، اور اس کا کوئی حل بھی نہیں ہوتا، اس لئے ان رشتہوں میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان میں بعض کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

خسر اور بہو

خسر اور بہو کا رشتہ ایسا ہی نازک ہے، یعنی لڑکے کا والد اور اس لڑکے کی بیوی دونوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اگر ایک دوسرے کو شہوت کے ساتھ چھو دیں، یا چھوتے وقت جانشین میں سے کسی ایک کو بھی شہوت ہو جائے تو یہ لڑکے کی بیوی اپنے شوہر پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے اور پھر حلال ہونے کی کوئی شکل نہیں ہوتی۔ مثلاً بعض دفعہ خسراپنی بہو بیٹھ کی بیوی کو پیار میں چھو دیتا ہے، اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے، یا اس کو اپنی گود میں لے لیتا ہے۔ یا خسرا بیمار ہے اور بیٹھ کی بہو اس کا بدن دبانے لگتی ہے اور اس دوران دونوں میں سے کسی ایک کو شہوت ہو جاتی ہے تو یہ اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور پھر حلال ہونے کی کوئی شکل نہیں ہوتی، اور شرم کی وجہ سے اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا، جس کی وجہ سے دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے رہتے ہیں، اور برابر حرام کا ری ہوتی ہے۔ اس لئے دونوں کو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ خسر کے لئے بھی ضروری ہے کہ بہو کو چھونے سے پورا پورا پرہیز کرے، اسی طرح بہو کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ اتنا موقع ہی نہ دے کہ خسراس کو چھو سکے، اور خود بھی خسر کے بدن کے کسی حصہ کو ہرگز نہ چھوئے، یہاں تک کہ خسرا گر سخت بیمار بھی ہوت بھی اس کی بدنبال خدمت ہرگز نہ کرے۔

داماد اور ساس

داماد اور ساس کا رشتہ بھی ایسا ہی نازک رشتہ ہے کہ ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے بڑی تباہی اور بر بادی ہو جاتی ہے، بعض دفعہ ساس جوان ہوتی ہے اور وہ داماد کو محبت میں گلے سے لا گیتی ہے، ایسی حالت میں اگر کسی ایک کو بھی شہوت ہوگئی تو بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی، اور پھر حلال ہونے کی بھی کوئی شکل نہیں ہوگی، اور دونوں گھر کس طرح تباہ و بر باد ہو گئے ظاہر ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ داماد ساس کا بدن وغیرہ دبانے لگتا ہے اور اس دوران دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اگر شہوت ہو جاتی ہے تو یہی حکم ہے۔

بَابِ بَيْتِي

باپ اور بیٹی کا رشتہ بھی انتہائی نازک ہے، بعض دفعہ باپ بھی جوان ہوتا ہے اور بیٹی بھی جوان ہو جاتی ہے، اور بعض دفعہ باپ بیٹی کا بوسہ وغیرہ لے لیتا ہے اور گود میں بُٹھاتا ہے، سینہ سے لگا لیتا ہے، اور اس حالت میں اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی شہوت ہو گئی تو باپ پر اپنی بیوی حرام ہو جاتی ہے، اور پھر حلال ہونے کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی، اور شرم یا بد دینی کی وجہ سے باپ اس کاسی سے ذکر بھی نہیں کرتا اور بیوی کو بھی الگ نہیں کرتا اور زندگی بھر حرام کاری ہوتی رہتی ہے اور تو بپ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا ہے کہ بعض بے شرم باپ جوان بیٹی کے ساتھ نہی مذاق کرتے ہیں، اور بوس و کنار کو تو عیب ہی نہیں سمجھتے۔

اس لئے یہ رشتہ انتہائی نازک ہیں، آپس میں محبت بھی ہوتی ہے، قریب میں رہتے بھی ہیں، اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، اور آپس میں ایک دوسرے کو چھونے سے بھی پورا پورا احتراز کریں۔

إِنْ أَرِيدُ إِلَّا إِلَاصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوْكِيدُكُلُّتْ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا
 وَمَوْلَانَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدِ وَآلِهِ
 وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
 إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پورہا پور روڈ میرٹھ

۱۴۳۵ھ / ۱۱/۲۹

۵۰

معاشرت پر ایک نظر

سلیمان مدنگ عورتوں کی ازدواجی زندگی

سب سے پہلے خانہ داری کا جو ہر ہے سمجھ راپے کا
فناک ہو پہلے اوروں کا پھر بعد کھین ہے اپنے کا

دنیا کا یہ دستور ٹھہر، مرد کما کر گھر لائے
عورت کا فرض ہے اس کو اچھی طرح سے کام لگائے

جتنی چادر اتنا بچپونا، چین سے وہی رہتے ہیں
عقل لوگ جہاں میں اس کو تبدیل مسناز کہتے ہیں

جس لڑکی کو گرنہ یہ آئے اس کو کب یہ خوشحالی ہے
اس کو پھوہڑ ہے کہنا لازم جو عقل و خرد سے ہو خالی

خود اس سے تو کچھ ہونہ سکے گا خدمت گاراٹھائیں گے
پوچھی ساری کھاپی لیں گے پھر سے پھر اڑ جائیں گے

ساس لڑے گی نند لڑے گی دل بیز ری ٹھہرے گی
اک نہ ہونے سے اس گن کے سو مصیبت آئے گی

خاوند ایسی شادی کر کے دم دم پچھتائے گا
کچھ بھی نہ ہو گا گھر میں اس کے کم کر مرجباۓ گا

ڈھیر لگا کچرے کا گھر میں، ٹوٹ کھٹوٹے کھاتے گئی
باہر سے خاوند جو لائے گھر میں یوں سب کو چاٹ گئی

ٹھیک نہیں ہے پچ بہمنو، اس سے تم پر ہیز کرو
دنیا میں جو رہنا ہے تو دنیا کو تم آویز کرو

خرچ کرو اس صورت سے جو خرچ کی صورت رہ جائے
خسر بھی خوش، خاوند بھی خوش، اپنی صورت بھی رہ جائے

بی بی فاطمہ کی گھر بیو زندگی

افلاں سے تھا سیدہ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنسیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھی ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چپکی کے پلینے کا جو دن رات کام تھا
سینے پر مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گونور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباؤں مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغله بھی جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ وال اذن عاصم تھا

● معاشرت پر ایک نظر ●

۵۲

محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض
واپس گستین کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گستین دوبارہ تو پوچھا حضور نے
کل کس لئے تم آئیں تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یتحی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں
حضرت علیؑ نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
خاموش ہو کے سیدہ پاک رہ گستین
حدرات نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی ہے اہل بیت مطہر نے زندگی
یہ ماحبرہ دختر خیر الانام تھا

نیک بیوی کے کام کا نج

سویرے سے اٹھی وفادار بیوی
نماز فخر سب سے پہلے ادا کی
ادھر خادمہ چولھا سلاگا رہی ہے
ادھر بیوی بچوں کو بھلا رہی ہے
کوئی گود میں ہے کوئی پاؤں پاؤں
چمن میں ٹھہنٹے ہیں تاروں کی جھاؤں
کوئی رو رہا ہے کہ بسکٹ کھلاو
کوئی رو رہا ہے کہ کپڑے پہناؤ

۵۳

معاشرت پر ایک نظر

غرض اس نے ایک ایک کے منہ کو دھلایا
 کھلائی انہیں روئی پانی پلایا
 جوفارغ ہوا ہاتھ منہ دھو کے شوہر
 تو کھانا کھا سامنے اس کے چن کر
 سدھارا وہ جب اپنے کاموں کو فستر
 توفارغ ہوئی آپ بھی کھانا کھا کر
 اٹھا لائی پیٹھی اٹھا لائی کپڑے
 انہیں اپنے ہاتھوں سے خونج چھانٹے کرتے
 نماز وظیفہ سے جب پائی وہ فرصت
 تو لیٹھی وہ پڑھنے کو فضائل اعمال، بہشتی زیور
 جو بے پردہ کوئی سہیلی وہاں آئی
 تو تیور بہت اس نے جبل کر چڑھائی
 یہ چاہے تو جنت ہی گھر کو بنادے
 یہ چاہے تو دوزخ سے اس کو بڑھادے
 یہ چاہے تو عزت ہماری بڑھادے
 یہ چاہے تو ذلت میں ہم کو گردادے
 یہ چاہے تو رسو ازمانے میں کردے
 یہ چاہے تو عزت کے پھٹ جائیں پردے
 زمانے کی رفتار بتلا رہی ہے
 صدا چار جبانب سے یہ آرہی ہے

کہ تعلیم نسوان ترقی کا در ہے
کہ تعلیم نسوان ترقی کا سر ہے

الوداعی نصیحت

ایک دو شیزہ کا جب ڈولا چلا
سارے گھر میں خشن برپا ہو گیا
مال ہوئی بیٹی سے اپنی ہم کلام
جب کے کرنا ساسوں بیٹی! سلام
اور خسر کا اپنے تو کرنا ادب
تاکہ کہلائی نہ جائے تو بے ادب
اپنے شوہر کا تو کرنا احترام
زندگی تیری نہ ہو جائے حرام
سب ہی گھروالے ہوں تجھ سے باغ باغ
تو انہیں گھر کا کھلانے چراغ
سخت لہجہ میں نہ کرنا گفتگو
садگی سے گھر میں رہنا نیک خو
اور ننگے سر نہ رہنا رکھ خیال
سر سے تو ڈھلکی ہوئی چند ری سنبھال
شادی تیری ہو گئی، اچھا ہوا
تو رہے با عصمت و عفت سدا

اور اللہ جب کوئی تیرا نقاب
 تجھ کو شرمدہ کرنے تیرا شباب
 سب سے پہلے سو کے اٹھنا بے خبر
 سینہ بے باک پر رکھا نظر
 میں سمجھتی ہوں تیری بیتا بیاں
 شعلہ الفت کی میں یہ گرمیاں
 اپنے رخ سے تو ذرا آنچل اٹھ
 پھر ذرا تو چاند سے رخ کو دکھ
 جاتے ہی کرنا تو گھر کا کام کاج
 بس یہی دنیا کا ہے رسم و رواج
 جب تو گھر کے کام کاج میں لگ جاتے گی
 سب ہی گھروالوں میں عزت پاتے گی
 سب بڑے چھوٹے کے کرنا کام تو
 باپ ماں کا بیٹی! کرنا نام تو
 اپنے شوہر کو نہ دینا تو جواب
 تاکہ شرمدہ نہ ہو روز حساب
 الوداعی نصیحت اب میں کہ چکی
 تجھ کو ہر اک بات میں سمجھا چکی
 مال و زر کرتی ہوں میں تجھ پر نشار
 آگئے ڈولا اٹھ کو کھار

نیک ساعت ہو خدا یا! اس گھری
اب جدا ہوتی ہے مجھ سے دلبری

حفصہ بیٹی کا قیمتی جہیز

(سرال جانے والی بیٹی سے اس کا باپ کہتا ہے)

آ گیا آ خروہ وقت دل خراش دل فکار
بے بسی سے جس کا تھا، مدت سے تجھ کو انتظار
یعنی تجھ سے چھوٹنے کو یہیں تیرے بھائی بہن
باپ، گھر، کنب، قبیلہ اور یہ تیرا وہن
میں نے یہ مانا، تصور بھی ہے اس کا دل خراش
دل کو بر ماتا ہے، کرتا ہے جگڑ کو پاش پاش
ہے مگر حکم خدا یہ اور یہی دستور بھی
لڑکیاں سرال جائیں، چھوڑیں یہ گھر عاشی
وہ حقیقی گھر ہے تیرا، جباری ہے تو جہاں
تیرا جیتا اور مرننا آج سے ہو گا وہاں!
وقت رونے کا نہیں ہے میرا کہنا مان لے
جو میں کہتا ہوں اسے تو سن نہایت غور سے
درحقیقت جو تیرا گھر ہے وہاں جاتی ہے تو
کام وہ کرنا شرافت کا ہو شہرہ چارسو

۵۷ معاشرت پر ایک نظر

جس کا جو بھی حق ہو تو اس کا ادا کرنا ضرور
 خدمت شوہر بہر حالت بحالانا ضرور
 تو سمجھتی ہے کہ ہے خاوند کا کیا مرتبہ
 نارِ دوزخ کی سزا ہے وہ اگر ناخوش رہا
 تجوہ کو پایندہ شریعت دیکھ کر اے میسری لال
 لامح الحق شناسی کا اسے ہو گا خیال
 شوہر و زوجہ کے خوش رہنے کا جنت نام ہے
 یاد رکھ یہ سنت پیغمبر اسلام ہے
 ماں سے بڑھ کر ساس ہے اور باپ سے بڑھ کر خسر
 ان کی خدمت اور اطاعت کرتی رہنا عمر بھر
 رہنا پایندہ شریعت دین پر ثابت قدم
 جان پر بن جاتے یا ہو جاتے تیرا سر قسم
 تھا بہت کچھ مجھ کو کہنا کیا کہوں مجبور ہوں
 دل نہیں قابو میں میرا کیا کروں معذور ہوں

بیٹی کو باپ کی نصیحت

سن لو اسے اے لخت جبال	کہتا ہے جو نا شاد ممال
ہو نقش دل پر جبا دال	اس کو بنا لوح زرب جبال
ہے جو فرقی زندگی	اور ہم طریق زندگی
لازم ہے اب اس کی رضا	بعد از رضا ہائے خدا

کہتے ہیں ہم خدمت جسے ہے حاصل انسانیت اس فرض کا احساس ہو حسنِ ادب حسنِ عمل سیکھے ہیں جو عالم و ہنر اخلاق میں نرمی رہے سیرت میں ہو صبر و رضا ہو نرم، طرز گفتگو خوشنودی خورد و کلام ہے فخر کے قابل یہی لواب دعا اے حفصہ و فرحاں	ہمدردی الفت جسے ہے زیورِ نسوانیت اس کا پیشہ پاس ہو مدنظر ہو روز و شب اس پر رہے ہر دم نظر طاعت میں سرگرمی رہے ہو شکوہ غم ناروا شیریں نوائی کی ہو خُنو پیش نظر ہو جباداں ہر لمحہ ہر دم جب رہے بس ختم اب یہ داستان پھولو پھلو اور شاد رہو گھر جا کے تم آباد رہو
--	--

